سلسلہ اشاعت نمبر ۵

زمانے میں ہے احساں آپ کے احمد رضا خاں کا
پڑھایا سنیوں کو جس نے ہر دم یا رسول اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کے مخالف اور دور سے سننے کے منکر کی گردن میں دلائل کا طوق۔

عقد الجید
لمن
انکر السماع عن البعید

آخر میں علامہ عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ کے مختصر حالات درج ہیں

از قلم: استاذ الاساتذہ مولانا میاں عبدالحق صاحب غور غشتوی

اس رسالے کی ابتداء میں دار السلام ٹوبہ میں سنی کانفرنس کی روئیداد شامل ہے۔ نیز آخر میں روضۂ اقدس کی حاضری کے وقت روضۂ اقدس کی طرف منہ کر کے دعا مانگنے کا مدلل ثبوت دیا گیا ہے۔ آخر میں ایک مختصر رسالہ "احسن الکلام فی مسئلۃ القیام" شامل کر دیا گیا ہے جس میں کھڑے ہو کر صلوۃ و سلام پڑھنے کا بیان شافی موجود ہے

سنہ ۱۳۹۰ھ ناشر سنہ ۱۹۷۰ء

مرکز جمعیت علمائے سرحد پاکستان دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ هری پور ہزارہ

بار اول تعداد ۵۰۰ لاہور آرٹ پریس قیمت: ۹۰ پیسے

عقد الجید لمن انکر السماع عن البعید از قلم استاذ الاساتذہ میاں عبدالحق صاحب غور غشتوی

شہیدِ آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی اور دیگر علمائے اہلِ سنت کی قربانیوں نے آزادی کا راستہ ہموار کر دیا تھا

خواجہ قمر الدین سیالوی صدر جمعیۃ العلمائے پاکستان کا سُنّی کانفرنس ہری پور سے خطاب

ہری پور۔ ۲۳ ستمبر۔ جمعیۃ علمائے پاکستان کی مقامی شاخ کے زیرِ اہتمام دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ میں تقریر کرتے ہوئے مرکزی جمعیت کے صدر خواجہ قمر الدین سیالوی نے فرمایا۔ ۱۸۵۷ء میں انگریز اپنی شاطرانہ چالوں سے کہیں مسلمانوں کو دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور کہیں سکھوں کا زور توڑنے کے درپے تھ چنانچہ انگریز کے ایماء پر ایک جماعت سکھوں کے ساتھ جنگ کے لئے علاقہ بالاکوٹ روانہ ہوئی تھی انگ کے خلاف اس وقت شہیدِ آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی اور دیگر علمائے اہلِ سنت نے دہلی کی جامع مسج میں فتوائے جہاد پیش کیا جس کی پاداش میں علمائے اہلِ سنت کو قید و بند کالا پانی اور تختۂ دار تک پہنچایا گیا۔ مولانا فضل حق خیر آبادی جزیرہ انڈیمان (کالا پانی) میں تکالیف و مصائب جھیلتے ہو جامِ شہادت نوش کر گئے۔ پیر صاحب سیالوی نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ تحریکِ پاکستان میں بھی علمائے اہلِ سنت نے بھرپور حصہ لیا۔ بنارس میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس جس میں پانچ ہزا علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ اس کے انعقاد سے تحریکِ پاکستان میں جان پیدا ہو گئی۔ جس کا اع قائدِ اعظم محمد علی جناح نے بھی کیا۔ پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔ علماء و مشائخ خانقاہوں اور مدا میں گوشہ نشین ہو گئے ہم نے دیکھا کہ تیئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں آئینِ اسلام کی بجائے مخالف اسلام آئین نافذ کئے گئے۔ اب کوشش کی جا رہی ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان میں سرمایہ دارا اور سوشلزم ایسا ملحدانہ نظام رائج کیا جائے۔ ہماری جماعت وقت کی نزاکت کا احسا کرتے ہوئے میدانِ عمل میں آ گئی ہے۔ ہمارا مقصدِ وحید ملکِ پاک میں کتاب و سنت کے آئین کا نفاذ ہے جس وقت یہ آئین نافذ ہو گیا ہم خانقاہوں اور مسجدوں میں واپس چلے جائیں گے

سُنّی کانفرنس سے مولانا محمد شریف صاحب نوری اور مفتی مختار احمد گجراتی رکن جمعیت علمائے پاکستان نے بھی خطاب کیا۔ اور سوشلزم اور سرمایہ دارانہ نظام کی

(باقی صفحہ ۵۹ پر)

نظرِ اوّلیں

یہ دورِ مسلمانوں کے لئے عجیب ابتلاء و آزمائش کا زمانہ ہے کسی طرف عظمتِ الوہیت کو داغدار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور کسی طرف جلالتِ نبوت کی توہین و تنقیص کا بازار گرم کیا جارہا ہے۔ کوئی جماعت اسلامی ناموں کے پس پردہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ہدفِ تنقید بناکر اہلِ تشیع کو خوش کرنے کے درپے ہے۔ تو کچھ لوگ ایسے بھی اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ جو ایک وقت دورِ استبداد و آمریت کی خشتِ اوّل شمار کئے جاتے تھے۔ ان کی مذموم کوشش یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے نام پر حاصل کئے ہوئے ملک میں قرآنی قانون کی بجائے بیرونی ممالک سے لایا ہوا قانون نافذ کیا جائے۔ ایک اسلامی ملک میں جب یہ نعرے اُٹھنے لگیں کہ قرآن تو (نعوذ باللہ من ذالک) ایک فرسودہ کتاب ہے۔ کہیں اسلام کے خلاف زہر اُگلا جائے اور کہیں علمائے کرام کے خلاف ہرزہ سرائی کی جائے۔ جگہ جگہ گھیراؤ جلاؤ کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ تو معمولی سی سمجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی اسے خطرے کا الارم سمجھے گا اور ہر حساس دل بلا شک و شبہ یہ جان لیگا کہ یہ واقعات یقیناً کسی خطرناک منصوبے کا پیش خیمہ ہیں۔

یہ پریشان کن صورتِ حال کیوں پیدا ہوئی؟ اسکے اسباب و عوامل کیا ہیں؟ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے قول و فعل میں زبردست تضاد پایا جاتا ہے۔ ہمارا ہر لیڈر محض عوامی مقبولیت حاصل کرنے کیلئے اسلام کا نام تو لیتا ہے۔ لیکن قانونِ اسلام کی برتری، ہمہ گیری اور زندگی کے ہر شعبے میں مکمل راہنمائی پر صحیح طور پر اعتماد نہیں رکھتا۔ اسی لئے ایک طویل عرصہ

گزر جانے کے باوجود نہ تو یہاں اسلامی قانون نافذ ہو سکا اور نہ ہی نظامِ تعلیم کو پوری طرح اسلامی سلنچے میں ڈھالا جا سکا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسلام کے بنیادی مقاصد سے آشنا نہیں ہیں اور ضروری عقائد سے بے بہرہ ہیں۔ ہمارے اعمال شریعت مقدسہ کے پاکیزہ اور فطری اصولوں سے بہت دور ہیں ہمارے اخلاق و کردار، ہماری صورت و سیرت سنّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سلف صالحین کے طریقے پر نہیں، ہمارے ہاں دہریت اور الحاد کے عقائد کو بڑی تیزی سے اپنایا جا رہا ہے، ہمارے ہاں مغربیت اور عریانی اور فحاشی کے ساتھ ڈیرے ڈال چکی ہے اور بالخصوص نئی پود کو اپنے چنگل میں پھنسا کر دین و مذہب سے بیگانہ کرنے کیلئے مصروفِ کار ہے اس ہولناک صورتِ حال پر کوئی صاحب دل اطمینان کا اظہار نہیں کر سکتا۔

ان حالات میں مغربی افکار اور بیرونی نظریات ہمارے لئے مرہم زخم جگر نہیں بن سکتے۔ انہی افکار و نظریات اور طرز و طریق نے تو ہی ہماری زندگی کو کھوکھلا اور بے بنیاد بنا دیا ہے، ہمیں تباہی کے گڑھے کے کنارے لا کھڑا کیا ہے ہمیں تو اس وقت اس نسخۂ کیمیا اور پیام ربانی کی تعلیمات کو عام سے عام تر کر کے ان پر عمل پیرا ہونے کی اشد ضرورت جسے محمد عربی آقائے مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دنیا میں لاکر عظیم انقلاب پیدا کر دیا تھا، بتوں کے آگے جھکنے والی گردنوں کو خالقِ کائنات کے سامنے سجدہ ریز کر دیا۔ گمراہی و ضلالت کا اس طرح خاتمہ فرما دیا کہ شیطان سر پیٹ کر رہ گیا بے علم اور ناسمجھ لوگوں کو آدابِ انسانیت سے بہرہ ور کر دیا مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے نجات دلائی مزدور کاشتکار وغیرہ کارکنوں کے حقوق مقرر فرمائے اور فرمایا کہ:۔

"مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو"

امیر و غریب کو ایک صف میں کھڑا کر کے درگاہِ ایزدی میں جھکا دیا۔
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی ایسی تربیت فرمائی کہ عقیدہ و
عمل کی پاکیزگی اور اخلاق و کردار کی بلندی میں دنیا بھر کی قوموں اور ملتوں
میں ایک شخص بھی ان جیسا پیش نہیں کیا جا سکتا۔

آج ہمیں ان بھولے ہوئے اسباق کو یاد کرنے کی ضرورت ہے ہمیں
اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے اپنانے کی ضرورت ہے۔ اب بھی اگر ہم دامنِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہم
سے وابستہ ہو جائیں، اب بھی اگر مشعلِ ربانی قرآن پاک کی روشنی میں چلنے
لگ جائیں تو ہمارے اور کامیابی کے درمیان کچھ بھی فاصلہ نہیں۔

کچھ کل پاکستان سُنی کانفرنس کے بارے میں

اس میں شک نہیں کہ اہلِ سنت و جماعت کی کوئی ہمہ گیر تنظیم نہیں ہے
لیکن جب کوئی نازک موقعہ آتا ہے۔ تو سنی علماء و مشائخ سینہ سپر ہو کر میدانِ عمل
میں آجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حالات کے رُخ کو موڑ دیتے
ہیں چنانچہ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ جب ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا
سُنی کانفرنس بنارس میں منعقد ہوئی جس میں پانچ ہزار سُنی علماء و مشائخ نے
شرکت کی اور عہد کیا کہ دینِ اسلام کی بھرپور نشو و نما کیلئے ہم ملک پاکستان
حاصل کرنے کیلئے اپنی پوری صلاحیتیں صرف کریں گے تو کانگریسوں کی امیدیں
خاک میں مل گئی تھیں اور حالات کا دھارا ایک نئی سمت بہ نکلا۔
اب جبکہ وطنِ عزیز میں حق و باطل کی جنگ نقطۂ عروج پر پہنچ چکی

ہے۔ اور اس ملک میں آئین اسلام کی بجائے سوشلزم، کمیونزم اور سرمایہ داری کے نعرے بلند کئے جا رہے ہیں۔ گھیراؤ اور جلاؤ کی اسکیمیں بنا کر ملک کی وحدت اور سلامتی کو سبوتاژ کرنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے۔ اہلِ سنت و جماعت نے پوری قوت کے ساتھ نعرۂ حق، نعرۂ مستانہ بلند کر کے باطل کے ایوانوں کو سرنگوں کر دیا ہے۔

اس سلسلے میں ۲، ۳ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ مطابق ۹، ۱۰ مئی ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ باغ بیرون موچی دروازہ لاہور "کل پاکستان سیرت کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں کھلے لفظوں میں اس حقیقت کا اظہار کر دیا گیا کہ اس مشنری دور میں عدل و انصاف کے تقاضوں، غریبوں اور مزدوروں کی ضرورتوں کو صحیح طور پر آئینِ اسلام ہی پورا کر سکتا ہے۔ دین و مذہب کا درد رکھنے والے اہالیانِ پاکستان کسی بھی غیر اسلامی ازم کو خواہ وہ سوشلزم اور کمیونزم ہو یا سرمایہ دارانہ نظام قبول نہیں کریں گے۔

۱۳، ۱۴ جون ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ و اتوار مجلس عمل جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے دار السلام (ٹوبہ) میں بے مثال "کل پاکستان سُنّی کانفرنس" کا انعقاد ہوا جس میں بڑے زوردار طریقے پر اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیدائی، اللہ اکبر اور یا رسول اللہ کے ولولہ انگیز نعرے لگانے والے سُنّیوں کی پرخلوص کوششوں سے "پاکستان" معرضِ وجود میں آیا تھا۔ اسی طرح بڑی سے بڑی قربانی دے کر مملکت خداداد پاکستان کی سالمیت و بقا کا تحفظ بھی زندہ دل سنی ہی کریں گے"۔ انتہٰی

۳۱ - مارچ ۱۹۷۰ء کو بھاشانی صاحب نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کسان کانفرنس منعقد کی تھی جس میں انہوں نے غریب کسانوں اور مزدوروں کو یہ یقین

دلانے کی ناپاک کوشش کی تھی کہ تمہاری فلاح و بہبود سوشلزم ایسے نظاموں میں مضمر ہے۔ نیز انہوں نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو "سٹالن گراڈ" قرار دینے کی مذموم کوشش بھی کی تھی۔

ہزارہا علماء و مشائخ اہل سنت کے مبارک قدموں کا پہنچنا تھا کہ وہ نہ ٹوبہ ٹیک سنگھ رہا، اور نہ ہی سٹالن گراڈ بن سکا۔ بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ "دار السلام" بن گیا۔

اس کانفرنس کی کامیابی کی اس سے بڑھ کر اور کیا علامت ہو سکتی ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت کیلئے اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت امام الواصلین زبدۃ الکاملین مولانا ضیاء الدین صاحب (مدنی) کے صاحبزادے فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدینہ طیبہ سے تشریف لائے۔ گویا کہ آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کانفرنس کی شرکت کیلئے اپنا نمائندہ بھیج دیا تھا۔

اسلام کے ڈیڑھ لاکھ جان نثاروں کے عظیم الشان اجتماع میں یہ بات تو آشکارا کر دی گئی کہ ایک طویل عرصہ تک اہلِ پاکستان پر آمریت اور جبر و استبداد کے مسلط رہنے کی وجہ سے نچلے طبقے میں اضطراب اور ہیجان کا پیدا ہو جانا ایک یقینی امر تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم تکلیف و مشقت سے نجات پانے کے لئے سوشلزم یا سرمایہ دارانہ نظام کی پناہ لینے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ کیونکہ ہمیں یقین کامل ہے کہ

"محمد عربی آقائے مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لایا ہوا آئین نہ صرف ہماری دینی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ بلکہ ہماری تمام دنیاوی ضرورتوں کو بہترین طریقے پر پورا کر کے ہمیں خوشحال زندگی فراہم کرتا ہے۔ کاش ایک دفعہ اس ملک میں مکمل طور پر آئینِ محمدی نافذ

کر دیا جاتا تو پھر کسی کو غیر اسلامی آئین کا نعرہ لگانے کی جرأت
اور گنجائش ہی نہ رہتی۔"

صدر یحییٰ خان نے جس طرح "ون یونٹ" توڑنے جیسے اہم مسائل کا
تصفیہ بعض حلقوں کے مطالبے کی بناء پر کر دیا ہے۔ اسی طرح آرڈی ننس کے
ذریعے آئین اسلامی نافذ کر دیں تو صرف ملک میں پایا جانے والا بڑا ہیجان
ختم ہو جائیگا۔ بلکہ تاریخ کے صفحات پر ان کا نام سنہری لفظوں میں لکھا جائیگا
حق یہ ہے کہ کل پاکستان سُنی کانفرنس نے ایک دفعہ آل انڈیا سنی کانفرنس
کی یاد تازہ کر دی ہے اور اہل باطل کے عزائم کو خاک میں ملا دیا ہے۔ انشاء اللہ
العزیز یہ عظیم الشان کانفرنس تاریخ میں بہت بلند مقام حاصل کرے گی۔
۱۴۔ جون ۱۹۷۰ء کو ایک خصوصی میٹنگ میں مختلف امور طے کئے گئے
اور واشگاف الفاظ میں اعلان کیا گیا کہ سوشلزم کے حامی ہوں یا مودودی
ازم کے پرستار۔ ہمارا کسی کے ساتھ اتحاد ہو نہیں سکتا۔ ہم آئین اسلامی کے
نفاذ کے لئے پوری قوت کو بروئے کار لائیں گے۔

اس خصوصی اجلاس میں شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ قمرالدین صاحب
سیالوی دامت برکاتہم العالیہ کو مجلس عمل کا صدر منتخب کیا گیا۔ ہمیں حضرت
خواجہ صاحب قبلہ کی صدارت پر پورا اعتماد ہے۔ ہماری مخلصانہ گزارش ہے کہ
آپ اس نازک دور میں اہل سنت و جماعت کی مضبوط اور فعال تنظیم قائم فرمائیں
اور آئین اسلامی کے نفاذ کے لئے اپنی خداداد صلاحیتوں کو پوری طرح صرف
کر کے یہ ثابت کر دیں کہ سُنی ہی پاکستان کی بقاء کے اصل محافظ ہیں۔ تمام سُنی آپ
کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔
کانفرنس میں بار بار اس امر کی وضاحت کی گئی کہ اس کانفرنس کے اخراجات

کسی سیاسی جماعت سے نہیں لئے گئے۔ خواہ وہ جماعت اسلامی ہو یا کونسل مسلم لیگ یا کنونشن مسلم لیگ۔ تمام کے تمام اخراجات کانفرنس کے منتظمین اہالیان دار السلام (ٹوبہ) اور مجلس عمل جمعیت علمائے پاکستان نے برداشت کئے ہیں ——— بفضلہ تعالیٰ سُنّی بیدار ہو چکے ہیں اور ہر جگہ کانفرنسیں اور اجلاس منعقد کئے جا رہے ہیں۔ ۸۔ اور ۹۔ اگست ۱۹۷۰ء کو نشتر پارک کراچی۔ صوبہ سندھ میں بے مثال سُنّی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں بیشمار علماء ومشائخ اہلِ سنت وجماعت کے علاوہ مجلس عمل جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی صدر شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی دامت برکاتہم العالیہ نے شرکت فرمائی۔ انشاء اللہ العزیز جمعیت علمائے پاکستان کے منتخب علماء ملک و ملت کی بہتری کیلئے قومی وصوبائی اسمبلی کے انتخابات میں بھرپور حصہ لیں گے۔

تحریکِ پاکستان کے سرگرم مجاہد مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

مجاہدِ اعظم مولانا عبدالحامد بدایونی ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۰۔ جولائی ۱۹۷۰ء ۷۲ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ تحریکِ پاکستان کے بیباک مجاہد اور عالم اسلام کے شعلہ بیان خطیب تھے۔ آپ باقاعدہ تحریکِ پاکستان شروع ہونے سے پہلے ہی دوقومی نظریئے کے حامی اور پُرجوش مبلغ تھے۔ آپ نے ۱۹۱۹ء میں سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ تحریکِ خلافت، تحریکِ پاکستان، تحریکِ فلسطین میں نمایاں طور پر حصہ لیا۔ جب مارچ ۱۹۴۰ء میں قراردادِ لاہور پاس ہوئی تو آپ قائدِ اعظم محمد علی جناح کے خاص ساتھیوں میں شامل تھے۔ اس موقع پر اور قراردادوں کے علاوہ مسئلہ

فلسطین پر ایک قرارداد پیش کی گئی۔ مولانا بدایونی نے اس کے حق میں ولولہ انگیز تقریر فرمائی تھی۔ پیر صاحب مانکی شریف کے کہنے پر قائدِ اعظم نے آپ کو صوبہ سرحد میں بہ غرضِ تبلیغ بھیجا۔ جہاں آپ نے زورِ خطابت کے ذریعے سرحد کے لوگوں کو مسلم لیگ کی حمایت پر تیار کیا۔

آپ عمر بھر ملّتِ اسلامیہ کی بہتری کیلئے کوشش کرتے رہے۔ جہاں کہیں مسلمانوں پر ظلم ہوتا۔ وہاں کے سفیروں سے ملاقات کر کے ظلم و ستم کو روکنے کیلئے جدوجہد کرتے۔ ۱۹۶۵ء میں جنگ کے بعد آپ نے علمائے اہلِ سنت کے ایک وفد کے ساتھ آزاد کشمیر کا دَورہ کیا۔ اور تین لاکھ روپے کا سامان مہاجرین میں تقسیم کیا۔ صدر آزاد کشمیر کو گیارہ ہزار روپے کی تھیلی پیش کی۔ آپ نے متعدد ممالک اسلامیہ کا دَورہ کر کے عرب ممالک کو مسئلہ کشمیر کی اہمیت سے آگاہ کیا۔

آپ کی بے شمار تصانیف ہیں جن میں سے "تصحیح العقائد"، فلسفۂ عبادت اسلامی، کتاب و سنت غیروں کی نظر میں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ آپ کا جنازہ حضرت مولانا محمد مختار صاحب سجادہ نشین کچھوچھہ شریف نے پڑھایا اور آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق جامعہ تعلیمات اسلامیہ منگھو پیر روڈ کے احاطے میں دفن کیا گیا۔

۲۳۔ جولائی کو دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ میں قرآن خوانی کے بعد آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کر کے تبرک تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلدِ بریں میں بلند مقام عطا فرمائے۔

اس مجموعے میں "کل پاکستان سُنّی کانفرنس" دار السلام (ٹوبہ) کا تذکرہ، مجاہدِ اعظم حضرت علامہ مولانا عبد الحامد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ذکرِ خیر شامل ہے۔ حضرت علامہ مولانا میاں عبد الحق صاحب غورغشتوی کا رسالہ مبارک

عقدُ الجِیدِ لِمَنْ انکر السَّماعَ عَنِ البُعَید (دُور سے سننے کے منکر کے
گلے میں دلائل کا طوق)، خاص اہمیت کا حامل ہے جس میں الصلوٰۃ والسلام علیک
یا رسول اللہ و علیٰ آلِک واصحابِک یا حبیب اللہ ؐ پڑھنے کے جواز کی مدلل
تحقیق ہے۔ نیز اس میں روضہ اقدس کی حاضری کے وقت روضۂ انور کی طرف
منہ کر کے دعا مانگنے کا خیال افروز بیان ہے۔ آخر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے
کے استحباب و استحسان کے متعلق رسالہ "احسن الکلام فی مسئلۃ القیام" شامل کر
دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجموعے کو ذریعہ رشد و ہدایت بنائے اور ہماری ناچیز
مساعی کو قبول فرما کر مزید خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے :-

محمد عبدالحکیم شرف قادری بریلوی
ناظم جمعیت علمائے سرحد
پاکستان

تمہارے در سے پلتے ہیں دو عالم یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

از جناب قاسم بریلوی نواب شاہ

مدد کیجے شہنشاہِ معظم یا رسول اللہ

پریشاں ہیں مسلمانانِ عالم یا رسول اللہ

خدا کے واسطے سن لیجئے صدقہ نواسوں کا

گرفتارِ بلا ہیں آج کل ہم یا رسول اللہ

ہمارے لب پہ آجاتا ہے جب نعرہ رسالت کا

مخالف قلب پر کرتا ہے بیٹم یا رسول اللہ

تمہارا نام لینے سے تمہارا ذکر کرنے پر

شیاطیں ہو گئے ہیں ہم سے برہم یا رسول اللہ

تمہاری شان و رفعت کو شبِ اسریٰ کوئی دیکھے

تمہارے ہیں قدم اور عرشِ اعظم یا رسول اللہ

یہ بیباکی، یہ گستاخی، یہ نادانی، یہ بے دینی

تمہیں کہتا ہے بھائی ایک ظالم یا رسول اللہ

یہ مانا حضرتِ عیسیٰ نے مُردے کر دیئے زندہ

مگر تھا ان کے دم میں آپکا دم یا رسول اللہ

زمانے میں ہے احساں آپکے احمد رضا خاں کا

پڑھایا سُنّیوں کو جس نے ہر دم یا رسول اللہ

حدیثِ پاک ہے شاہد خدا معطی ہے تم قاسم

تمہارے در سے پلتے ہیں دو عالم یا رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے سنت سنیہ وفضلائے ملت حنفیہ اندریں مسئلہ کہ زید کمال اشتیاق سے آنحضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا لحاظ کرتے ہوئے بصیغۂ خطاب الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ اس امید پر پڑھتا ہے کہ میرا یہ درود وسلام آنحضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک پہنچ جائیگا اور آپ کو اس کا علم ہوگا۔ خواہ بذریعہ ملائک ہو یا باعلام اللہ تعالیٰ یا باسماع اللہ تعالیٰ نہ بر وجہ استقلال مگر عمرو کہتا ہے کہ غیر اللہ کو ندا کرنا خواہ نبی ہو یا ولی۔ بریں اعتقاد کہ وہ سنے گا یا جانے گا۔ شرک ہے۔ لہٰذا اہل اسلام میں انتشار وافتراق اور تکفیر وتضلیل تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور ایک فریق دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا اور قسم قسم کے فتنے رونما ہو رہے ہیں۔

(۲) جب زائر آنحضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کی زیارت سے مشرف ہو تو کس طرف منہ کر کے دعا کرے۔ اس مسئلہ میں علمائے اہل سنت وجماعت خصوصاً حنفیہ کا کیا مذہب ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ قبر شریف کی طرف پشت کر کے رو بقبلہ ہو کر دعا کرے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ قبر شریف کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرے۔ جواب مدلل ومستند موافق عقیدۂ اہل سنت وجماعت باحوالہ کتاب ارشاد ہو۔ بیّنوا وتوا جروا۔

الجواب - اقول وباللہ التوفیق ومنہ الوصول الی التحقیق الاجتناب عما لا یلیق - زید کا عقیدہ موافق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ہے۔ اس کی یہ امید کہ میرے درود وسلام کا آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ہوتا ہے بالکل صحیح ودرست ہے۔ خواہ قریب سے ہو یا بعید سے اور آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

فیض عمیم و خلق عظیم سے بعید نہیں کہ اس سلام کا جواب بھی مرحمت فرمائیں۔ اس کے برعکس عمرو کا دعوی مردود و مخالف عقائد حقہ اہل سنت وجماعت ہے چنانچہ فریق اول کے عقیدہ کا اثبات اور فریق ثانی کے مزعوم کا ابطال انشاء اللہ العزیز ادلہ قطعیہ وشواہد و آثار سے بیان کیا جائیگا ۔

اولاً مخفی نہ رہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں ہدیۂ درود وسلام کا پیش کرنا بالخصوص جمعہ کے دن افضل عبادات اشرف طاعات و موجب قرب رب العالمین ہے اور آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کا عین امتثال ہے۔ خواہ آپ عالم دنیا میں جلوہ گر ہوں یا عالم برزخ میں کیونکہ آنحضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بعد از انتقال وارتحال بھی حیات جسمانی وروحانی سے زندہ ہیں۔ اور آپ پر امت کے اعمال خواہ نیک ہوں یا بد۔ پیش ہوتے ہیں۔ اگر نیک اور پسندیدہ ہوں تو آپ مسرور ہوتے ہیں۔ اور اگر برے ہوں تو آپ بارگاہ رب العالمین سے مغفرت کی دعا کرتے ہیں ۔

پہلی دلیل۔ آپ فرماتے ہیں۔ اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ (یوم الجمعۃ) فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ فَقَالَ رَجُلٌ کَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ یعنی بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ

ل جمعے کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھو کیونکہ تمہارا صلوٰۃ وسلام میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے ایک شخص نے عرض کی کہ ہماری صلوٰۃ آپکے سامنے کس طرح پیش کی جائیگی جبکہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہونگے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے انبیاؑ کے جسم کا کھانا زمین پر حرام فرمادیا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ جمعے کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھو کیونکہ اسدن فرشتے تشریف لاتے ہیں اور تم میں سے جو بھی مجھ پر درود بھیجے گا۔ اس کا درود مجھ پر پیش کیا جائیگا راوی کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وفات کے بعد بھی۔ آپنے فرمایا ہاں۔ وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انبیاؑ کے جسم کا کھانا زمین پر حرام فرمادیا ہے اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے (ان دونوں حدیثوں کو ابن ماجہ ص۱۱۹ نے روایت کیا)

اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاء وَفِیْ رِوَایَةٍ اُخْرٰی اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهٗ قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اجساد الانبیاء فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُرْزَقُ۔ رواہما ابن ماجہ ص۱۱۹۔

ملا علی قاری شرح شفا میں فان صلوتکم معروضۃ علیّ کے تحت فرماتے ہیں۔ ای منؔ غیر واسطۃ او من غیر انتظار رابطۃ۔

دوسری دلیل وہ حدیث ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ثابت ہے۔ ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ قَالَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی ارد علیه السلام قال ملا علی القاری فی شرحه للشفاء سنده حسن ظاهره الاطلاق الشامل لكل مكان وزمان ومن خص الرد بوقت الزيارة فعليه البيان

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حی بحیات مستمرہ (دائمی) ہیں اور آپ بنفس نفیس سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ خواہ سلام بھیجنے والا مشرق میں ہو یا مغرب میں، چنانچہ زیادت میں استغراقیہ

ا؎ یعنی بغیر واسطے کے۔ الیس بطے کے انتظار کے بغیر ۱۲ شرح شفا ۲؎ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ مجھ پر درود نہیں بھیجتا مگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ نے میری روح کو لوٹا دیا ہوتا ہے۔ تو میں اسے سلام کا جواب کہتا ہوں (ابوداؤد اور بیہقی وغیرہ) ملا علی قاری علیہ رحمۃ ربہ الباری شرح شفا میں فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث عام اور ہر زمان و مکان کو شامل ہے جس نے جواب دینے کی تخصیص زیارت کے وقت سے کی ہے۔ اس کے ذمے دلیل پیش کرنا ہے ۱۲۔ شرح شفاء

اور نکرہ کا سیاق نفی میں واقع ہونا اس عموم و اطلاق پر واضح دلیل ہے جیساکہ ما من الٰہ غیر اللہ میں تخصیص محال ہے۔ اسی طرح ما من احد یسلم میں بھی تخصیص بلا مخصص نہیں ہو سکتی۔ حدیث مذکور اختصار لفظ اور وسعت معنی کے اعتبار سے فصاحت و بلاغت نبویہ کے دریا کا ایک قطرہ ہے جس میں علماء محققین غور و خوض کر کے مقاصد شریفہ اور معانی لطیفہ کو پردۂ خفا سے ظاہر کر کے اجر جزیل کے مستحق ہوتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اطمینان قلب اور رفع شکوک کے لئے چند عبارات کو نقل کر کے ان اوراق کو مزین و مبرہن کیا جائے۔

حدیث مذکور میں "رَدَّ اللہ عَلَیَّ رُوحِی" (اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے) کے متعلق اشکال ہے کہ روح کے لوٹانے کیلئے لازم ہے کہ پہلے موت ہو یعنی پہلے روح نہ ہو پھر ڈالی جائے۔ اس میں کئی خرابیاں ہیں (۱) جسم شریف کو بار بار تکلیف دینا جبکہ اس میں تعظیم و تکریم نہیں (۲) انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات عالم برزخ میں شہداء کی حیات سے اعلیٰ اور اکمل ہے۔ شہدائے کرام کی حیات تو دائمی ہے۔ حالانکہ حدیث مذکور سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات دائمی نہ ہو۔ بلکہ اس وقت روح لوٹائی جائے جبکہ کوئی سلام بھیجے (۳) یہ حدیث بظاہر آیۂ کریمہ رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَ اَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ (اے رب تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ زندہ کیا) کے مخالف ہے۔ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بار بار آپ پر موت طاری کی جاتی ہے اور بار بار روح ڈالی جاتی ہے (۴) احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ دائمی ہے۔ اس حدیث کی تطبیق ان احادیث سے کس طرح ہوگی۔

جوابِ اول۔ باعتبار الفاظ کے بیہقی کی روایت میں ہے " الا وقد رد اللہ

عَلَیَّ رُوحِی" یہاں ردّ اللہ علی روحی حال واقع ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ باقی روایات میں "قَدْ" مقدر ہے۔ علامہ خفاجی نے تو شرح شفا میں سہیلی سے نقل کیا ہے کہ اِلّا کے بعد قَدْ مقدر کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ماضی اِلّا کے بعد قَدْ کے بغیر بھی حال واقع ہو سکتا ہے۔ اب حدیث شریف کا معنی یہ ہوگا کہ کوئی بندہ مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔ مگر اس حالت میں کہ اللہ تعالیٰ نے میری روح کو رد کر دیا ہوتا ہے۔ تو میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔ رد روح کی حالت کا استثناء اسلئے کیا گیا ہے کہ روح کا لوٹانا موقوف علیہ ہے۔ سلام کے جواب کے لئے اور موقوف علیہ موقوف پر مقدم ہوتا ہے۔ اور روح کے لوٹانے کے بعد دائمی حیات ہوگی نہ کہ روح پھر سلب کر لی جائے گی۔

دوسرے جوابات اسی معنی سے تعلق رکھتے ہیں جو علمائے حقانی نے متعدد وجوہ سے بیان فرمائے ہیں۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں منہا ان ذالك عبارة عن اقبال خاص والتفات روحانی یحصل من الحضرة النبویة الی عالم الدنیا وقوالب الاجساد الترابیة و تنزل الی دائرة البشریة حتی یحصل عند ذالك رد السلام و هذا الاقبال یکون عاما شاملا حتی لو کان المسلمون اکثر من الف الف الف لوسعهم ذالك الاقبال النبوی والالتفات الروحانی ولقد رأیت مالا استطیع ان اعبر عنه ولقد احسن من مثل کیف یرد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی من یسلم علیہ من مشارق الارض ومغاربها فانشد قول ابی الطیب

کالشمس فی وسط السماء ونورها یغشی البلاد مشارقا ومغاربا

لہ اس حدیث کا ترجمہ صہ۱ پر ملاحظہ فرمائیے۔

ولاریب ان حاله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی البرزخ افضل واکمل
من حال الملٰئکة هذا سیدنا عزرائیل علیه السلام یقبض مائة
الف روح فی آنٍ واحد ولا یشغله قبض عن قبض وهو مع ذالك
مشغول بعبادة الله تعالیٰ مقبل علی التسبیح والتهلیل فنبیّنا صلی الله
تعالیٰ علیه وسلم حیٌّ یصلی ویعبد ربّهٗ ویشاهده لا یزال فی حضرة
اقترابه متلذذا بسماع خطابه (مواهب اللدنیه)

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح شفاء میں اس طرح توجیہ فرمائی ہے
حیث قال والمعنٰی ان الله سبحانهٗ یرد روحه الشریف عن استغراقه
المنیف لیرد علی مسلمه والا فمن المعتقد المعتمد انهٗ صلی الله تعالیٰ

ف۱ لہ رد روح کا معنی خاص توجہ اور روحانی التفات ہے جو دربار نبوی سے عالم دنیا اور عالم
اجسام کی طرف حاصل ہوتی ہے حتی کہ آپ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ یہ توجہ عام اور شامل ہے حتی کہ
اگر سلام بھیجنے والے لاکھوں سے بھی زیادہ ہوں تو ان کیلئے کافی ہے۔ میں نے وہ کچھ دیکھا ہے
کہ بیان نہیں کر سکتا۔ بعض حضرات سے جب پوچھا گیا کہ سلام بھیجنے والے تو مشرق و مغرب میں
ہوتے ہیں تو آپ ان سب کو کس طرح جواب دیتے ہیں۔ تو انہوں نے کیا خوب جواب دیا۔ انہوں نے
جواب میں متنبی کا شعر پڑھ دیا۔ جس کا معنی یہ ہے کہ گو کہ سورج آسمانوں میں ہے اس کی
روشنی مشرق و مغرب تک شامل ہے۔ سبکو بالیقین بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال
شریف عالم برزخ میں فرشتوں کے حال سے اعلیٰ اور اکمل ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام
آن واحد میں لاکھوں کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ انہیں اس میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اسکے باوجود وہ
اللہ تعالیٰ کی عبادت تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے ہیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں
نماز ادا کرتے ہیں اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قرب خاص میں رہتے ہیں اور
اس کی کلام سے لطف اندوز ہوتے ہیں (مواہب لدنیہ)

ف۲ لہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکی روح انور کو استغراق سے لوٹا دیتا ہے تاکہ آپ سلام
بھیجنے والے کا جواب دیں۔ ورنہ عقیدہ یہ ہے کہ آپ تمام انبیاء کی طرح اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ انبیائے کرام
کی روحوں کا تعلق عالم بالا سے بھی ہوتا ہے اور عالم دنیا سے بھی جیسے کہ دنیاوی حالت میں تھا

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

علیه وسلم حی فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورھم وھم احیاء عند ربھم وان لارواحھم تعلقا بالعالم العلوی والسفلی کما کانوا فی الحال الدنیوی فھم بحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون واللہ سبحانہ اعلم باحوال ارباب الکمال ھذا وقال الانطاکی یمکن ان یقال رد الروح کنایۃ عن اعلام اللہ تعالی بان فلانا یسلم علیک او عن علمہ علیہ السلام باحوال المسلم من بین الانام۔ انتہی

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ روح البیان میں آیۂ کریمہ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا۔ الآیۃ کے تحت فرماتے ہیں۔

قال ارباب الحقیقۃ للروح اتصال بالبدن بحیث یصلی فی قبرہ ویرد علی المسلم علیہ وھو فی الرفیق الاعلی ومستقرہ فی علیین ولا تنافی بین الامرین فان شان الارواح غیر شان الابدان وانما یاتی الغلط من قیاس الغائب علی الشاھد فیعتقد ان الروح مما یعھد من الاجسام التی اذا شغلت مکانا لم یمکن فی غیرہ وقد مثل بعضھم بالشمس فی السماء وشعاعھا فی الارض کالروح المحمدی یرد علی من یصلی علیہ عند قبرہ دائما مع القطع بان روحہ فی اعلی علیین وھو لا ینفک عن قبرہ کما قال علیہ السلام

(بقیہ صفحہ ۱۸) انبیاء کرام دلی طور پر عرشی اور جسمانی طور پر فرشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل کمال کے حالات کو بہتر جانتا ہے۔ علامہ انطاکی فرماتے ہیں کہ ردِّ روح کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اطلاع دیدیتا ہے کہ فلاں شخص آپ کو سلام بھیج رہا ہے یا یہ کہ ردِّ روح عبارت ہے سلام بھیجنے والے کے حالات کو مخلوق میں سے جان لینے سے (شرح شفاء)

لہ ارباب حقیقت فرماتے ہیں کہ روح کا بدن کے ساتھ اس طرح تعلق ہوتا ہے کہ (بعض) قبر والے قبریں نماز پڑھتے ہیں اور سلام کہنے والے کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ حالانکہ روح علیین میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہے۔ ان دونوں باتوں میں کچھ منافات نہیں کیونکہ ارواح اور بدنوں کے حالات الگ الگ ہوتے ہیں۔ غلطی اسلئے پیدا ہو جاتی ہے کہ غائب کو حاضر پر

(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

ما من مسلم یسلم علی الا رد اللّٰہ علیّ روحی حتی ارد علیہ السّلام فان قلت هل یلزم تعدد الحیاة من تلک وکیف یکون قلت یوخذ من هذا الحدیث ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم حیٌّ علی الدوام فی البرزخ الدنیوی لانهٗ محال عادة ان یخلوا الوجود کله من واحد یسلم علی النبی علیہ السّلام فی لیل او نهار فقة ولوا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ردّ اللّٰہ علی روحی ای ابقی اللّٰہ الحقّ فیَّ شعور حیاتی الحسی فی البرزخ وادراک حواسی من السمع والنطق فلا ینفک الحس والشعور الکلی عن الروح المحمدی لیس له غیبة عن الحواس والاکوان لانه روح العالم الکلی وسرة الساری. انتهی

دلائل الخیرات میں ابو عبد اللّٰہ محمد بن سلیمان مغربی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ نے فضائل الدرود شریف میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ اگرچہ محذوف الاسناد ہے مگر دیگر احادیث صحیحہ

(بقیہ صـ۱۹) قیاس کرلیا جاتا ہے اور سمجھ لیا جاتا ہے کہ روح بھی بدن کی طرح ہے کہ جب بدن ایک مکان میں ہو تو دوسرے مکان میں نہیں ہو سکتا۔ بعض حضرات نے اسکی مثال سورج سے دی ہے کہ وہ آسمان میں ہے اور اسکی شعاعیں زمین پر ہوتی ہیں۔ جیسے کہ روح محمدی کی طرف سے ہمیشہ اس شخص کو جواب ملتا ہے جو آپکی قبر انور کے پاس صلوٰة وسلام پڑھتا ہے حالانکہ آپکی روح انور یقینا اعلیٰ علیین میں ہے۔ اور آپ اپنی قبر انور میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ جیسے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری روح کو رد فرما دیا ہوتا ہے۔ اسلئے میں سلام کا جواب دیتا ہوں اعتراض اس حدیث سے تو لازم آتا ہے کہ آپکو بار بار زندگی دی جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جواب اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برزخ میں زندہ ہیں۔ کیونکہ یہ عادةً محال ہے کہ کائنات میں دن رات میں کسی وقت کوئی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنے والا نہ ہو۔ لہذا۔ ردّ اللہ علیّ روحی کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ برزخ میں حسی حیاة کا شعور بولنے اور سننے کی قوت باقی رکھتا ہے لہذا حس اور شعور کلی روح محمدی سے جدا نہیں ہوتے آپ حس اور کائنات سے غائب نہیں ہوتے کیونکہ آپ کائنات کی روح اور سِرّ ہیں (روح البیان)

حدیث مذکور کی صحت پر شاہد ہیں۔ وھو ھذا قیل[1] لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارأیت صلوٰۃ المصلین علیک ممن غاب عنک و من یاتی بعدک ما حالھما عندک فقال اسمع صلوٰۃ اھل محبتی و اعرفھم وتعرض علیّ صلوٰۃ غیرھم عرضًا۔

دلائل الخیرات کی شرح میں لکھا ہے۔ ظاہر[2] ایں ست کہ ایں محب درود گوید نزد قبر شریف محمے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا غائب ازاں اگرچہ بُعد مسافت باشد۔ بیت

دررہِ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست ۔۔۔ می بینمت عیان و دعا می فرستمت

علاوہ ازیں فرشتوں کے بغیر صلوٰۃ وسلام کا پہنچنا بعض تابعین کے کلام سے بھی ظاہر ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح شفا میں فرماتے ہیں۔ قال ابن[3] دینار وھو من کبار التابعین المکیین وفقھائھم ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ وبرکاتہ اے لان روحہ حاضرۃ فی بیوت المسلمین۔

تیسری دلیل۔ دُور سے ندا کرنے کی دلیل التحیات بھی ہے جو زمانۂ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے لیکر آجتک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] دربار رسالت میں عرض کی گئی کہ ان لوگوں کے متعلق فرمایئے جو صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے سے غائب ہوں اور جو آپکے بعد آئیں گے آپ کے نزدیک ان کا کیا حال ہے فرمایا کہ میں محبت والوں کی صلوٰۃ کو سنتا ہوں اور پہچانتا ہوں اور دوسروں کی صلوٰۃ پیش کی جاتی ہے ۱۲ دلائل الخیرات

[2] ظاہر یہ ہے کہ یہ محب قبر شریف کے پاس درود پڑھے یا دُور خواہ فاصلہ بہت ہو حافظ شیرازی فرماتے ہیں کہ راہِ عشق میں قرب بُعد کا کچھ فرق نہیں میں تمہیں برملا دیکھتا ہوں اور دعائیں دیتا ہوں ۱۲ شرح دلائل۔

[3] ابن دینار جو کہ مکہ مکرمہ کے کبار تابعین اور فقہا میں سے ہیں فرماتے ہیں۔ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہو السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی اسلئے کہ آپ کی روح انور مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے ۱۲۔ شرح شفا

کے حکم سے نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا صلی احدکم فلیقل التحیات للہ والصلوٰت والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایھا النبی۔ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب ہے اور فقہ کی کتابوں میں تصریح موجود ہے کہ یہ الفاظ اس ارادے سے کہے کہ میں ہدیۂ سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کر رہا ہوں۔ یہ نیت نہ کرے کہ واقعۂ معراج کے الفاظ کو بطور نقل و حکایت ادا کر رہا ہوں۔ دُرمختار میں ہے۔ ولیقصد بالفاظ التشھد معانیھا مرادۃ لہٗ علی وجہ الانشاء کانہ یحیی اللہ تعالیٰ ویسلم علی نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی نفسہ واولیائہ لا الاخبار عن ذالک ذکرہ فی المجتبیٰ۔

فقہاء نے جو یہ فرمایا ہے کہ تشہد کے الفاظ سے انشاء کا قصد کرے نہ کہ حکایت کا اس میں ایک نکتۂ لطیفہ ہے جو کہ کمال تفقہ پر دلالت کرتا ہے۔ وہ یہ کہ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما سے صلوٰۃ و سلام کا وجوب یا استحباب ثابت ہے۔ ہمیں صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حکم کی تعمیل اسی وقت ہوگی جب صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کی نیت سے کہیں گے۔ السلام علیک ایھا النبی۔ اور اگر بطور حکایت ان الفاظ کو کہا گیا تو اس حکم کی تعمیل نہ ہوگی فافہم۔

درمختار کے الفاظ ویقصد بالفاظ التشھد معانیھا مرادۃ لہٗ محتاج غور ہیں۔ کیونکہ کتب نحو میں مذکور ہے کہ نداء سے منادیٰ کی توجہ کو طلب کرنا مقصود ہوتا ہے اور حرفِ ندا "ادعو" کے قائم مقام ہوتا ہے۔ خطاب "توجیہ الکلام نحو الحاضر"

لہ تشہد کے الفاظ کے معانی بطور انشاء مراد لے گویا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہدیہ پیش کر رہا ہے اور نبی الکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے او پر اولیاء کرام پر سلام بھیج رہا ہے حکایت مقصود نہ ہو۔ مجتبیٰ ۱۲ درمختار

ہے۔یعنی کلام کو حاضر کی طرف متوجہ کرنا" ایھا النبی" کا معنی یہ ہوگا۔ادعوك و اُسلّمُ علیك ولیکن المتوجه والا قبال الیَ" یارسول اللہ میں آپ کو پکارتا ہوں اور آپ پر سلام عرض کرتا ہوں آپ میری طرف توجہ فرمایئے۔

امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

واحضر فی قلبك النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم وشخصه الکریم وقل السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته ولیصدق أملك فی انهٗ یبلغه ویرد علیك ما هو اوفی منه۔[1]

علامہ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے قصیدہ بردہ میں کیا خوب فرمایا ہے

حَاشَاهُ اَنْ یَّحْرِمَ الرَّاجِی مَکَارِمَهٗ ۔۔۔ اَوْیَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَیْرَ مُحْتَرَمٖ[2]

جوازِ ندا پر چوتھی دلیل۔ حدیث ضریر (ایک نابینا صحابی کی حدیث) کو امام نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت عثمان بن حنیف سے روایت اس حدیث سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کرنا۔ آپ سے توسل اور شفاعت طلب کرنا ثابت ہے

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے۔[3] اَن اعمیٰ قال یارسول اللّٰه ادع اللّٰه ان یکشف عن بصری فقال انطلق فتوضأ ثم صل رکعتین ثم قل اللّٰهم انی اسئلك بنبی محمد صلی اللّٰه تعالیٰ علیه

---

[1] تو اپنے دل میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات شریفہ کا تصور کر اور عرض کر السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور تجھے پوری طرح امید ہونی چاہیئے کہ تیرا سلام آپ کی خدمت میں پہنچے گا اور آپ اس سے بھی اعلیٰ جواب دیں گے ۱۲ احیاء العلوم [2] آپ سے یہ بعید ہے کہ آپ کا اُمیدوار آپ کی بخششوں سے محروم رہے یا آپ کی پناہ لینے والا بے احترام لوٹے ۱۲ [3] ایک نابینا صحابی نے عرض کی کہ یارسول اللہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ظاہری بینائی عطا فرمادے۔آپ نے فرمایا جاؤ وضو کرو! اور دو رکعت پڑھ کر دعا کرو۔ اے اللہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں (باقی صفحہ ۲۴ پر ملاحظہ ہو)

وسلّم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بك الی ربك ان یکشف عن بصری اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ قال فرجع وقد کشف اللہ عن بصرہ

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی نسیم الریاض شرح شفا میں فرماتے ہیں :-

ھذا الحدیث مسند صحیح اخرجہ الترمذی والحاکم وغیرھما وکان ابن حنیف وبنوہ یعلمونہ الناس وقد حکی فیہ حکایات فیھا اجابۃ من دعا بہ من غیر تاخیر وقد اخرجہ برھان الحلبی من طرق متعددۃ فلم یبق فیہ شبھۃ فاحفظہ۔

(تبصرہ) یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے اس صحابی نے یہ دعا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سامنے پڑھی ہو۔ اس سے غائبانہ ندا کا جواز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس شبہے کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں لفظ " انطلق " موجود ہے جس کا معنی شارحین نے " قم من مجلسك ھذا " اس جگہ سے اٹھ یا اذہب (جا) لکھا ہے نیز فرجع (وہ واپس آئے) سے بھی یہی ظاہر ہے کہ یہ ندا کسی دوسری جگہ تھی، علامہ خفاجی کے قول وکان ابن حنیف وبنوہ یعلمونہ الناس (ابن حنیف اور ان کے صاحبزادے یہ دعا لوگوں کو سکھایا کرتے تھے) سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد بھی یہ عمل خیر القرون میں صحابہ و تابعین میں جاری رہا ہے :-

---

بقیہ ص ۲۳ - یا رسول اللہ میں آپ کے ذریعے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وُہ مجھے بینائی دیدے - اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ جب وہ واپس آئے تو انکی بینائی لوٹ چکی تھی ۱۲ شفا شریف - ۵ـه یہ حدیث صحیح اور مسند ہے اسے امام ترمذی اور حاکم وغیرہما نے روائیت کیا۔ ابن حنیف انکے صاحبزادے یہ دعا لوگوں کو سکھایا کرتے تھے اس بارے میں بہت سے واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جس نے اس دعا کو پڑھا بلا تاخیر اسکی دعا قبول ہوئی، اس حدیث کو برہان حلبی نے متعدد طریقوں سے روائیت کیا۔ لہذا اس میں کچھ شبہ نہیں ۱۲ - شرح شفا للخفاجی۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں فرماتے ہیں :-

اما ثالث[1] کہ توجہ و استمداد و توسل بدوست بعد از وفات ور وے نیز آثار ورود یافتہ طبرانی در معجم کبیر از عثمان بن حنیف روایت می آرد کہ مردے بود کہ او را نزد عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ علیہ حاجتے بود کہ روا نمی شد و عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصلاً بحال او نظر التفات نمی گماشت۔ آں مرد حال خود بعثمان بن حنیف بر د وصورت علاج آں جست گفت بتوضا رو وضو کن و بمسجد در آ۔ و دو رکعت نماز در گذار و بگو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ لِیَقْضِیْ حَاجَتِیْ۔ بعد ازاں حاجت خود را عرضہ کن آں مرد رفت و بدانچہ و ے فرمودہ عمل کرد۔ بعد ازاں بر در عثمان بن عفان آمد دربان پیش آمد و دست او را بگرفت و بر عثمان در آورد و وے او را بفراش خاصہ خود بنشاند و حاجت پرسید۔ ہرچہ حاجت او بود روا کرد و گفت بعد ازیں ہر حاجتے کہ ترا باشد بگو تا روا کنم آں خوشحال از پیش عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ برآمد و بنزد

---

[1] تیسری بات کہ وفات کے بعد آپ سے توسل و استمداد اسکے متعلق بھی روایات ثابت ہیں۔ طبرانی نے معجم کبیر میں عثمان بن حنیف سے روایت کی کہ ایک شخص کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ کام تھا جو پورا نہیں ہوتا تھا حضرت عثمان غنیؓ اسکی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے۔ اس شخص نے صورتِ حال حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کر کے اسکے حل کی صورت طلب کی۔ آپ نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھ کر یوں کہو۔ "اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور نبی اکرم نبی رحمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا رسول اللہ میں آپکے ذریعے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ میری اس حاجت کو پورا فرمادے" اسکے بعد اپنی حاجت بیان کر۔ وہ شخص گیا اور اس طریقے پر عمل کیا۔ بعد ازاں حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درِ اقدس پر گیا دربان آیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا۔ آپ نے اسے اپنے خاص فرش پر بٹھایا اور حاجت پوچھی۔ جو کچھ اسکی حاجت تھی اسے پورا کیا اور فرمایا اسکے بعد بھی

(بقیہ صفحہ ۲۶ پر)

عثمان بن حنیف رفت وگفت جزاک اللہ خیراً مگر تو چیزے بعثمان در باب قضائے حاجتِ من گفتی کہ این چنیں ساخت وپیش ازیں اصلاً بحال من التفات نمے کرد گفت واللہ من ہیچ بارہ وے نگفتم بجز آنکہ رسولِ خدا را دیدہ بودم صلی اللہ علیہ وسلم کہ ضریرے پیش وے آمد ودعا خواست تا چشم او بینا گردد وتمام حدیث سابق راسوق نمود پس براں قیاس نمودم کہ توسل بوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجب قضائے حاجت وسبب انجاح مرام است۔

اسی طرح یہ دعا امام شمس الدین جزری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حصین حصین میں نقل کی ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ حرز ثمین شرح حصن حصین میں "یا محمد انی اتوجه بك" کی شرح میں فرماتے ہیں۔ التفات[1] وتضرع لديه ليتوجه روحه الى الله يغنى السائل عما سواه والتوسل الى غير مولاه۔

مقام غور ہے کہ حدیث ضریر کو اتنے محدثین نے کثیر طریقوں سے روایت کیا اسکی تصحیح کی۔ خیر القرون میں اس پر عمل جاری رہا۔ اس کا انکار متعصب کے سوا کوئی نہیں کرسکتا لیکن متعصب کی جرح کا کچھ اعتبار نہیں۔ جیسے کہ اصولِ فقہ میں تصریح ہے۔

(بقیہ ص ۲۵) جو کام ہو کہنا پورا کیا جائیگا۔ وہ شخص خوشی خوشی حضرت عثمان غنی سے واپسی پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس گیا اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے کہ آپ نے حضرت عثمان غنی سے میرے کام کے متعلق کچھ کہہ دیا انہوں نے میرا کام کردیا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے توجہ ہی نہ فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا بخدا میں نے حضرت عثمان غنی سے کچھ نہیں کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک نابینا آپکے پاس آئے اور عرض کی کہ دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی دیدے۔ اور سابقہ حدیث پوری بیان کردی۔ پس میں نے اسپر قیاس کیا کہ آنحضرت کا وسیلہ حاجت کے پورا ہونے اور کامیابی کا ذریعہ ہے ۱۲۔

[1] یہ دربار رسالت میں توجہ اور عاجزی ہے تاکہ آپ کی روح انور دربار الٰہی میں متوجہ ہو اور سائل کو ماسوا اور ماسوا کے وسیلے سے بے نیاز کردے ۱۲۔ حرز ثمین

پانچویں دلیل برجواز ندا عن[1] زید بن علی عن عقبة بن غزوان عن النبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم انہ قال اذا ضل احد کم شیئا او اراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یاعباد اللہ اعینونی یاعباد اللہ اعینونی فان للہ عباداً لا نراھم۔ رواہ الطبرانی ورواہ ابن السنی عن ابن مسعود مرفوعا ورواہ البزار عن ابن عباس مرفوعا کذا فی اذکار الدعوات الامام النووی وحرز الثمین للعلی القاری وفی الحصن الحصین واذا اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی کذا فی نجوم الشہابیہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی حرز ثمین میں رقم طراز ہیں۔ قال بعض العلماء[2] حدیث حسن یحتاج الیہ المسافرون وروی عن المشائخ انہ مجرب قرن بہ النجاح ذکرہ میرک والمراد بعباد اللہ ھم الملائکة او المسلمون من الجن ورجال الغیب المسمون بالابدال

(فائدہ) اس جگہ کلمہ او منع خلو کیلئے ہے۔ منع جمع یا شک کیلئے نہیں اس حدیث سے اولیاء سے استعانت اور انہیں پکارنے کا جواز ثابت ہے۔

چھٹی دلیل۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی مشہور کرامت ہے کہ آپ نے

---

[1] حضرت زید بن علی عقبہ ابن غزوان سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا مدد کی ضرورت ہو اور وہاں کوئی دوست نہ ہو تو کہے یا عباد اللہ اعینونی (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ یہ الفاظ تین دفعہ کہے) کیونکہ اللہ تعالی کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھتے (طبرانی نے اسے روایت کیا، ابن سنی نے ابن مسعود سے مرفوعا اور بزار نے ابن عباس سے مرفوعا روایت کیا، اسی طرح امام نووی نے کتاب اذکار الدعوات میں اور ملا علی قاری نے حرز ثمین میں بیان کیا۔ حصن حصین میں ہے کہ جب کوئی شخص مدد چاہتا ہو تو کہے، یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو ۱۲

[2] بعض علماء فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اسکی ضرورت پڑتی ہے مشائخ فرماتے ہیں کہ یہ مجرب ہے اس سے کامیابی حاصل ہوتی ہے عباد اللہ سے مراد فرشتے ہیں یا مسلمان جن اور رجال غیب جنہیں ابدال کہا جاتا ہے ۱۲ حرز ثمین

طویل ترین مسافت کے باوجود حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ندا کی تو آپ نے سُن لی۔ علامہ تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں۔ مثل[1] رؤیۃ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو علی المنبر فی المدینۃ وجیشہ بنھاوند حتی قال لامیر جیشہ یاساریۃُ الجبل الجبل تحذیراً لہٗ من وراء الجبل لمکر العدو ھناک وسماع ساریۃ کلامہ مع بعد المسافۃ۔ ۱-۸
یہ ندا منبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بیٹھ کر صحابہ کرام کے مجمع کثیر کے سامنے تھی۔ اس میں انکار کی گنجائش نہیں ۱۔

ساتویں دلیل۔ تفسیر خازن میں ارشاد باری تعالیٰ ونادیٰ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ اَصْحٰبَ النَّارِ (جنتی دوزخیوں کو پکاریں گے) کے تحت فرماتے ہیں وھذا[2] النداء یکون بعد استقرار اھل الجنۃ فی الجنۃ واھل النار فی النار قالوا نعم یعنی اھل النار مجیبین لاھل الجنۃ نعم وجدنا ذلک حقاً فان قلت اذا کان الجنۃ فی السماء والنار فی الارض فکیف یمکن ان یبلغ ھذا النداء ویصح ان یقع قلت ان اللہ تعالیٰ قادر علی اَن یقوی الاصوات والاسماع فیصیر البعید کالقریب۔ ۱-۸

---

[1] جیسے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیکھنا آپ مدینہ منورہ میں منبر پر تشریف فرما تھے اور لشکر (چودہ سو میل سے زیادہ فاصلہ پر) نہاوند میں تھا۔ آپ نے امیر لشکر کو پکارا "یاساریۃ الجبل" (اے ساریہ پہاڑ کی طرف توجہ کرو۔ اور پہاڑ کے پیچھے دشمن کے مکر سے آگاہ کیا) اور حضرت ساریہ کا طویل مسافت کے باوجود سُن لینا (یہ سب کچھ کرامت ہے) ۱۲ شرح عقائد

[2] یہ ندا اس وقت ہوگی جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں قیام پذیر ہو جائیں گے کافر کہیں گے ہاں ہم نے رب تعالیٰ کے فرمان کو حق پالیا۔ اگر تو کہے کہ جب جنت آسمانوں میں ہے اور دوزخ زمین پر تو پکارنا کس طرح صحیح ہوگا۔ اور یہ ندا کس طرح پہنچے گی۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ آواز میں قوت پیدا کر دے یا کانوں کو طاقت دیدے تو بعید قریب کی طرح ہو جائے ۱۲۔ خازن

جب اتنے فاصلے سے پکارنا اور سننا ثابت ہے تو اس ندا کا انکار کرنا اور اسے باطل جاننا قطعاً غلط ہوگا۔

آٹھویں دلیل۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ الآیۃ قَالَ فِي الخازن فسمع سليمان مِنْ ثلاثة اميال واوحى الله اليه وهو يسير بين السماء والارض اني قد زدت في ملكك انه لا يتكلم احد من الخلائق بشيء الا جاءت الريح واخبرتك ومثله في المدارک

سوال۔ دور سے سننا اور جاننا علم غیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ میں سے ہے۔ جیسا کہ آیاتِ قرآنیہ و احادیث نبویہ اس مدعیٰ پر شاہد ہیں۔ نیز فقہاء نے بھی کہا ہے کہ تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر، در مختار (اللہ و رسول کی گواہی سے نکاح کیا تو جائز نہ ہوگا بلکہ کہا گیا ہے کہ یہ کفر ہے) ثابت ہوا کہ غیر اللہ کیلئے اس قسم کے سمع و ادراک کا ثابت کرنا شرک ہے۔

جواب۔ علم غیب کی دو قسمیں ہیں (۱) غیب مطلق و بالاستقلال جس پر کوئی دلیل و علامت نہ ہو (۲) غیب اضافی جو کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہو یا کسی دلیل کی طرف منسوب ہو۔ پہلی قسم اللہ تعالیٰ کے خواص میں سے ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر علم غیب بالاستقلال غیر کیلئے ثابت کرنا شرک ہوگا

لہ چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ کہیں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر تمہیں بے خبری میں پامال نہ کر دیں (القرآن) تفسیر خازن میں ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسکی آواز تین میل سے سن لی۔ آپ فضا میں جا رہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں نے تمہارے ملک میں زیادتی کر دی ہے کہ جو مخلوق بھی کوئی بات کریگی ہوا آکر آپ کو خبر دیدے گی۔ اسی طرح تفسیر مدارک میں بھی ہے ۱۲ خازن مدارک

دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی صفات اور خواص میں سے نہیں بلکہ مخلوقات کی صفات سے ہے۔ اس کا انکار مشاہدہ کا انکار ہے۔ کیا یہ نہیں سُنا ؎

آئینہ سکندر جامِ جم است بنگر تا بر تو عرضہ گردد احوال ملک دارا

(حافظ شیرازی)

آئینہ سکندر اور جامِ جم سے ملک کے احوال منکشف ہو جاتے تھے۔ انبیاء واولیاءؑ کے قلوب آئینہ سکندر اور جامِ جم سے یقیناً کم نہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے حق میں مغیبات کا علم باعلام اللہ تعالیٰ معجزہ اور اولیاء کرام کے حق میں کرامت ہے۔ اس کا منکر معجزات اور کرامات کا منکر ہے اور دائرۂ اہل سنت سے خارج۔

بالخصوص آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات باقی انبیاءؑ علیہ السلام کے معجزات سے ارفع واعلیٰ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یاَیھا الناس قد جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبینا o برہانٌ میں تنوین تعظیم کی ہے۔ یعنی اے لوگو تمہارے پاس ایک عظیم معجزہ (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک) آیا ہے اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور (قرآن مجید) بھیجا۔ تفسیر جلالین میں ہے۔ برھان حجۃ من ربکم علیکم ھو النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تفسیر مدارک میں ہے۔ برھان من ربکم اے رسول یبھرو المنکر بالاعجاز۔

آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف سراپا معجزہ ہے۔ آنکھ مبارک کا یہ عالم ہے۔ ما زاغ البصر وما طغیٰ۔ اس میں نہ تو کجی آئی نہ کوتاہی۔ کان مبارک کا یہ عالم ہے۔ انی اسمع مالا تسمعون ”میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے“ زبان شریف کا یہ معجزہ ہے کہ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ”آپ اپنی مرضی سے نہیں بولتے۔ آپ کی کلام

وحی ربانی ہوتی ہے۔ دل اقدس کا یہ اعجاز ہے۔ینام عینی ولا ینام قلبی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ الغرض ذات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبع معجزات ہیں۔ دور سے بطور معجزہ سننا کیا مشکل ہے۔

مواہب لدنیہ میں ہے۔ واما سمعه[1] الشريف فحسبك انه قال صلى الله تعالى عليه وسلم انى ارى مالا ترون واسمع مالا تسمعون اطت السماء وحق لها ان تئط ليس فيها موضع اربع اصابع الا وفيه ملك ساجد او قائم انتهى وذكر الفخر الرازى ناقلا عن الحليمى فى تفسيره وكان صلى الله تعالى عليه وسلم اقوى الناس فى هذه القوة (السامعة) ويدل عليه وجهان احدهما قوله صلى الله تعالى عليه وسلم اطت السماء وحق لها ان تئط ما فيها موضع قدم الا وفيه ملك ساجد لله والثانى انه سمع دويا وذكر انه هوى صخرة قذفت فى جهنم ولم يبلغ قعرها ونظير هذه القوة لسليمان عليه السلام فى قصة النمل يا ايها النمل ادخلوا مساكنكم فالله تعالى اسمع سليمان عليه السلام كلام النمل واوقفه على معناه۔ انتهى مختصرا۔

مقام غور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان کے چرچرانے کو سننا جہنم میں پھینکے ہوئے بڑے پتھر کی آواز کو سننا ثابت ہے بحضرت سلیمان علیہ السلام

---

[1] آپ کے کان مبارک کا اعجاز یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ آسمان چرچراتا ہے اور اسے حق ہے کہ چرچرائے وہاں چار انگلی کی جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ ساجد یا قائم نہ ہو (مواہب لدنیہ) امام فخر الدین رازی امام حلیمی سے تفسیر کبیر میں نقل فرماتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قوتِ سامعہ (سننے) میں تمام لوگوں سے زیادہ قوی تھے۔ اس پر دو دلیلیں ہیں (۱) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آسمان چرچراتا ہے اور اسے حق ہے کہ چرچرائے۔ وہاں پاؤں رکھنے کی بھی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو (باقی صفحہ ۳۲ پر)

کا چیونٹی کی آواز تین میل سے سننا ثابت ہے۔ جیسے کہ مدارک وغیرہ میں تصریح ہے۔
دُور سے صلوٰۃ وسلام بھیجنے والے کے سلام کو سُن لینے میں کونسا استحالہ ہے۔ لہذا یہ
دعویٰ کہ غیر اللہ کو بعید سے ندا کرنا اس امید پر کہ آپ سن لیں گے شرک ہے باطل و مردود ہے۔

رہا فقہا کے قول سے استدلال کہ تزوج بشھادۃ اللّٰہ ورسولہ لم یجز قیل
یکفر بھی غلط ہے۔ کیونکہ "قیل" کا لفظ ہی اس قول کے ضعف کی طرف اشارہ ہے
علامہ ابن عابدین شامی اس قول کے تحت فرماتے ہیں۔ قال فی التاتارخانیۃ
لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وان
الرسل یعلمون بعض الغیب قال اللّٰہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علی
غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ ا ۔ ھ ۔ علامہ طحطاوی درمختار کے
حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ لعل وجھہ انہ حلل ماحرم اللّٰہ تعالیٰ لان
اللّٰہ تعالیٰ لم یحل النکاح الا بشھود من الجنس فاذا اعتقد الحل
بغیرہ فقد خالف آہ وقال شیخی زادہ نقلا عن التاتارخانیۃ لا
یکفر لان بعض الاشیاء تعرض علی روحہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم
فیعرف بعض الغیب قال اللّٰہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ
احدا الا من ارتضی من رسول انتھی۔

(بقیہ صـ۳۱) آپ نے بہت بڑے پتھر کی آواز سنی جو جہنم میں پھینکا گیا تھا اور ابھی تہ تک نہیں پہنچا تھا
اس قوت کی نظیر حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے سورۂ نمل میں ثابت ہے چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو
اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی یہ بات حضرت سلیمان کو پہنچادی اور اسکے معنے پر
واقف کر دیا ۱۲ ا ۔ تاتارخانیہ میں ہے کہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ اشیاء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح
انور کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور رسولان ذی حشم بعض غیب جانتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے
وہ غیب جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر جس رسول کو منتخب فرمائے۔ علامہ
طحطاوی درمختار کے حاشیے میں فرماتے کہ شائد کفر کی وجہ یہ ہو کہ اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی حرام
کردہ چیز کو حلال قرار دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم جنس گواہوں کے بغیر نکاح کو حلال نہیں فرمایا تو
جب اس نے حلال جانا تو شریعت کی مخالفت کی۔ شیخ زادہ فرماتے ہیں کہ تاتارخانیہ میں ہے کہ کافر نہیں

جواب سوال دوم ۔ اولاً مخفی نہ رہے کہ اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے توسل ثابت ہے خواہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے قبل ہو یا دنیا میں ظہور کے بعد یا عالمِ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اس مسئلہ میں مذاہب اربعہ کے علماء (حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی) متفق ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ آیات احادیث اور آثار اس کی تائید میں ہیں۔ لہٰذا منکر مبتدع (بدعتی) ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرو) نیز فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (اے حبیب جس وقت یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر تمہارے پاس حاضر ہو جاویں اور اللہ تعالےٰ سے مغفرت طلب کریں۔ رسول بھی ان کے لئے مدد طلب کرے تو یہ لوگ اللہ تعالےٰ اللہ تعالےٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم پائیں گے)۔

مواہب لدنیہ میں ہے۔ وعن عمرؓ بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یارب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا آدم وکیف عرفتَ محمدًا ولم اخلقه قال یارب لما خلقتنی بیدك ونفختَ فیَّ من روحك رفعتُ رأسی فرأیتُ علی قوائم العرش مکتوبًا لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه محمد رسول اللّٰه فعلمت انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك فقال اللہ

لہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو عرض کی کہ اے رب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرما دے اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کس طرح پہچانا جبکہ میں نے ابھی انہیں دنیا میں نہیں بھیجا۔ آدم نے عرض کی کہ اے رب جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ عرش مجید کے ہر پائے پر لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا ہے (باقی ص ۳۴ پر)

تعالیٰ صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الیّ واذ اسألتنی بحقہ فقد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک ۱-۴

حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی تشریف آوری سے بھی پہلے وسیلہ بنایا۔ حدیث حضر یر سے زمانہ نبوی میں آپ کو وسیلہ بنانا ثابت ہے (حدیث اس سے پہلے آچکی ہے) وصال کے بعد بھی توسل ثابت ہے۔ چنانچہ آیت مبارکہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک کے تحت تفسیر درمنشور میں ہے واخرج البیھقی عن ابی حرب الھلالی قال حج اعرابی فلما جاء الی باب مسجد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اناخ راحلتہ فعقلھا ثم دخل المسجد حتّٰی اتی القبر ووقف بحذاء وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال بابی انت وامی یا رسول اللہ جئتک مثقلاً بالذنوب والخطایا مستشفعا بک علیٰ ربک لانہ قال فی محکم تنزیلہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ۰ وقد جئتک بابی انت وامی مثقلا

(بقیہ صہ ۳۳) اس سے میں نے جان لیا کہ تو نے مخلوق میں سے محبوب ترین شخصیت کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا ہے۔ بیشک وہ مخلوق میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں جب تم نے انکے وسیلے سے سوال کیا ہے تو میں نے تمہیں معاف کر دیا اگر وہ نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا ۱۲۔ مواہب لدنیہ سلہ بیہقی نے ابو حرب ہلالی سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی حج کر کے مسجد نبوی کے دروازے پر حاضر ہوا اپنی اونٹنی کو باندھ کر مواجھہ شریفہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ میں گناہوں اور خطاؤں سے آلودہ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ کی شفاعت کا طلبگار ہوں کیونکہ اس نے فرمایا ہے کہ یہ بندے اگر اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپکے دربار میں حاضر ہو جائیں، خود بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور رسول بھی ان کیلئے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ میرے والدین آپ پر فدا ایسں گناہوں سے پُر ہو کر آپ کی خدمت میں (باقی صہ ۳۵ پر)

بالذنوب والخطایا استشفع بک علیٰ ربک ان یغفرلی ذنوبی و ان یشفع فیَّ ثم اقبل فی عرض الناس وھو یقول۔

یاخیر من دفنت بالقاع اعظمہ — فطاب بطیبھن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ — فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

جب یہ ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وسیلۂ عظمیٰ ہیں۔ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے بھی اور دُنیا میں تشریف فرما ہونے کے وقت بھی اور دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی۔ تو آپ سے منہ پھیر کر دوسری طرف متوجہ ہونا ادب واحترام کے قطعاً خلاف ہوگا۔ مواہب لدنیہ میں ہے۔ وینبغی للزائران یتقدم الے القبر الشریف من جھۃ القبلۃ وان جاء من جھۃ رجلی الصاحبین فھو ابلغ فی الادب من الاتیان من جھۃ راسہ المکرم ویستدبر القبلۃ و یقف قبالۃ وجھہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس سے کچھ آگے صاحب مواہب لدنیہ نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک حکایت بیان کی ہے۔ جو بعینہٖ نقل کی جاتی ہے۔ وقد روی ان مالکا سأ له ابوجعفر المنصور العباسی استقبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وادعو ام استقبل القبلۃ وادعو فقال لہٗ مالک ولم تصرف وجھک

(بقیہ صـ ۳۴) شفاعت طلب کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف فرمائے اور آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرمائے۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھے[۱] اے وہ بہترین ذات جو مدینہ طیبہ کی زمین پر آرام فرما ہے جن کی برکت سے یہ جگہ بابرکت ہوگئی ہے میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ محو استراحت ہیں۔ اس میں عفت اور جود وکرم کا پیکر موجود ہے۔ ۱۲ درمنثور[۱] زائر کو چاہیئے کہ قبلہ شریف کی طرف سے قبر شریف کی طرف جائے اور اگر صاحبین (شیخین) کے پائے اقدس کی طرف سے آئے تو اس میں سر اقدس کی طرف سے آنے سے زیادہ ادب ہے زائر قبلہ شریف کی طرف پشت کر کے مواجہہ شریفہ میں کھڑا ہو۔ ۱۲ مواہب لدنیہ[۲] ابوجعفر منصور عباسی نے امام مالک قدس سرہٗ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے دعا کروں یا قبلہ رُخ ہو کر آپ نے فرمایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے منہ کو کیوں پھیرتا ہے (باقی صـ ۳۶ پر)

عنہ وھو وسیلتك و وسیلۃ ابیك آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام الی اللہ عزوجل یوم القیامۃ ۔ ۱ ۔ ۸

اس حکائیت سے یہ معلوم ہوا کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عالم مدینہ طیبہ ہیں اور آداب زیارت و وقوف اور محل اجابتِ دعا سے واقف ہیں کا مذہب یہ ہے کہ روضۂ انور کی طرف منہ کر کے دعاء کی جائے ۔ا

ابن تیمیہ کا اس حکائیت کا انکار کرنا کچھ وقعت نہیں رکھتا کیونکہ ابن تیمیہ کے نزدیک روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے جانا کوئی نیکی نہیں، بلکہ یہ سفر ہی گناہ ہے ۔ا اس کے نزدیک قصر وغیرہ رخصتیں جو مسافر کو حاصل ہوتی ہیں ۔ اس سفر میں حاصل نہ ہونگی ۔ ابن تیمیہ نے روضۂ اقدس اور دیگر انبیاء و اولیاء و علماء کے مزارات کی زیارت کیلئے سفر کرنے پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے ۔ جسے صحیحین میں روایت کیا گیا ہے کہ لا تُشَدُّ الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد الحدیث (سفر کی تیاری صرف تین مسجدوں کی طرف کی جائیگی ۔ مسجد حرام ۔ مسجد نبوی اور بیت المقدس) اسی بناء پر ابن تیمیہ اور اس کے اتباع کے نزدیک یہ سفر ممنوع اور ناجائز ہے ۔ اقتضا صراط مستقیم اور رسائل ابن تیمیہ میں ہے ۔ المسافرۃ لزیارتھا لا یجوز قصر الصلوٰۃ فیھا (ان کی زیارت کیلئے سفر میں نماز قصر نہیں کی جائے گی (جیسے کہ چوری اور ڈاکے کے سفر میں ان کے نزدیک قصر نہیں ہے)

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالےٰ نے احیاء العلوم میں اس استدلال کا جواب باصواب ارشاد فرمایا ہے ۔ ملاحظہ ہو ۔ فرماتے ہیں ۔ قد ذھب بعض العلماء الی الاستدلال بھذا الحدیث فی المنع من الرحلۃ لزیارۃ المشاھد

(بقیہ صہ ۳۵) ہے جبکہ آپ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے دربار میں تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں ۱۲ مواہب لدنیہ ۔ ۱ ۔ بعض علماء نے اس حدیث سے علماء و صلحاء کے مزارات کی زیارت کیلئے سفر کرنے کی ممانعت پر استدلال کیا ہے (باقی آگے صہ ۳۷ پر)

وقبور العلمأ والصلحأ وما تبين لى ان الامر ليس كذالك بل الزيارة مامور بها قال صلى الله تعالى عليه وسلم كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها ولا تقولوا هجرا والحديث انما ورد فى المساجد وليس فى معناها المشاهد لان المساجد بعد المساجد الثلاثة متماثلة ولا بلد الا وفيه مسجد فلا معنى للرحلة الى مسجد اخر واما المشاهد فلا تتساوى بل بركة زيارتها على قدر درجاتهم عند الله عزوجل نعم لو كان فى موضع لا مسجد فيه فله ان يشد الرحال الى موضع فيه مسجد وينتقل اليه بالكلية ان شاء ثم ليت شعرى هل يمنع هذا القائل من شد الرحال الى قبور الانبيأ عليهم السلام مثل ابراهيم وموسى ويحيى وغيرهم عليهم السلام فالمنع من ذالك فى غاية الاحالة فاذا جوز هذا فقبور الاولياء والعلمأ والصلحأ فى معناها فلا يبعد ان يكون ذالك من اغراض الرحلة كما ان زيارة العلمأ فى الحيات من المقاصد. ۱۰۱-۵-

بقیہ ص ۳۶/۳۷) مجھے جو ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بات اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ زیارت کا تو حکم دیا گیا ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو اور ناپسندیدہ بات نہ کہو۔ حدیث مذکورہ مسجدوں کے متعلق آئی ہے مزارات کا یہ حکم نہیں کیونکہ تین مسجدوں کے بعد باقی مسجدیں مرتبے میں ایک جیسی ہیں اور کوئی شہر ایسا نہیں جہاں مسجد نہ ہو لہذا کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنے کا کوئی مطلب نہیں ہے رہے مزارات تو وہ یکساں نہیں ہیں۔ بلکہ انکی زیارت کی برکت اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبر والوں کے درجات کے لحاظ سے ہے۔ ہاں اگر ایک شخص ایسی جگہ ہے کہ وہاں کوئی مسجد نہیں تو وہ مسجد والی جگہ کی طرف سفر کر سکتا ہے اور چاہے تو مستقل طور پر وہاں منتقل ہو جائے۔ اے کاش کیا یہ قائل انبیاء کرام حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت یحییٰ وغیرہم علیہم السلام کی قبروں کی طرف سفر کرنے سے بھی منع کریگا۔ اس سے منع کرنا تو نہایت ہی غلط ہے تو جب یہ جائز ہے تو اولیاء علماء اور صالحین کی قبریں انہی کے حکم میں ہیں۔ لہذا کچھ بعید نہیں کہ یہ بھی سفر کے مقاصد میں سے ہوں جس طرح علماء کی ظاہری زندگی میں ان کی زیارت مقاصد میں سے ہے ۱۲۔ احیاء العلوم۔

محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ والاولیٰ فیما[1]
یقع عند العبد الضعیف تجرید النیۃ لزیارۃ قبرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم
یحصل لہ اذا قدم زیارۃ المسجد او یستمنح فضل اللہ تعالیٰ فی مرۃ اخریٰ
ینویھما فیھا لان فی ذالک زیادۃ تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجلالہ، و
یوافقہ ظاہر ما ذکرناہ من قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من جآنی زائرًا لا
تحملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علیّ ان اکون شفیعا لہ یوم القیامۃ ۔ا۔ھ
خاتمۃ الفقہاء المحققین علامہ ابن عابد شامی حنفی فرماتے ہیں ونقل[2] الرحمتی عن العارف
الملا جامی انہ افرز الزیارۃ عن الحج حتی لا یکون لہ مقصد غیرھا فی سفرہ
(شامی جلد ۲) فقیر کہتا ہے کہ آیۂ کریمہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا
اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اس مدعیٰ پر شاہد بین ہے
کیونکہ جاؤک میں خطاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے اور اس میں دنیا و عالم برزخ
میں کچھ فرق نہیں۔ کیونکہ آپ زندہ ہیں دائمی حیات سے جیسا کہ اس سے قبل تحقیق گزر
چکی ہے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں لا فرق[3] فی
موتہ وحیاتہ فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم
وخواطرھم وذالک عندہ جلی لا خفاء بہ ۔ا۔ھ

---

[1] میرے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ روضۂ اقدس کی زیارت کی خالص نیت کی جائے مدینہ طیبہ پہنچنے پر اسے مسجد نبوی
کی زیارت بھی حاصل ہو جائیگی یا یہ کہ دوبارہ مسجد نبوی کی زیارت کے ارادے سے سفر کرے کیونکہ اسمیں نبی اکرم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم زیادہ ہے وہ حدیث بھی اس کے موافق ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں کہ
آپ فرماتے ہیں جو شخص میری زیارت کیلئے آئے اور زیارت کے علاوہ اسکی کوئی حاجت نہ ہو تو مجھ پر
حق ہے کہ قیامت کے دن اسکی شفاعت کروں ۱۲ ابن ہمام [2] رحمتی فرماتے ہیں کہ عارف جامی نے
حج کے علاوہ زیارت کیلئے الگ سفر کیا تاکہ زیارت کے علاوہ سفر کا اور کوئی مقصد نہ ہو شامی۔
[3] آپ کی موت و حیات میں کوئی فرق نہیں آپ اپنی امت ان کے حالات، نیتوں، عزائم
اور خیالات سے پوری طرح باخبر ہیں ۱۲ مواہب

جب حالتِ حیات میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور طلبِ مغفرت و دعا کا طلب کرنا موجبِ رضائے الٰہی ہے تو اسی طرح عالمِ برزخ میں بھی آپ کا وسیلہ موجبِ رضاءِ الٰہی ہے احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبرِ انور میں اپنی امت کے نیک عملوں پر مسرور ہوتے ہیں اور گناہوں کیلئے بارگاہِ الٰہی میں استغفار کرتے ہیں تو اس غرض کیلئے حاضر ہونا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گناہوں کے لئے شفاعت فرمائیں گے بہت نیک امید ہے۔

علامہ تقی الدین سُبکی قدس سرہٗ نے شفاء السقام میں ابن تیمیہ کے مزعوم باطل کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں، علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔

والشیخ تقی الدین ابن تیمیۃ له کلام شنیع عجیب یتضمن منع شد الرحال للزیارۃ النبویۃ المحمدیۃ وانہ لیس من القرب ورد علیہ الشیخ تقی الدین السبکی فی شفاء السقام فشفیٰ صدور المؤمنین ۱-ھ

علامہ ابن عابدین شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں۔ وقال السبکی ویحسن التوسل بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی ربہ ولم ینکرہ احد من السلف والخلف الا ابن تیمیۃ فابتدع مالم یقلہ عالم قبلہ ۱-ھ - علامہ جزری شافعی حصن حصین آدابِ دعا میں فرماتے ہیں وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بانبیائہ (اللہ تعالیٰ کے دربار میں انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ذریعہ توسل کرے) اسی کتاب میں قبولیتِ دعا کے مقامات میں فرماتے ہیں۔ وان لم تجب عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ففی ای موضع یستجاب (اگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں مانگی ہوئی دعا قبول نہ ہوئی تو

---

۱ یہاں ابن تیمیہ کی عجیب ناپسندیدہ گفتگو ہے وہ زیارتِ نبویہ کیلئے سفر کو ممنوع قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک یہ کوئی نیکی نہیں امام تقی الدین سبکی نے شفاء السقام میں اس پر رد کر کے مومنوں کے دلوں کو شفا بخشی ہے

۲ علامہ سبکی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دربار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا خوب ہے سلف اور خلف میں سے ابن تیمیہ کے سوا کسی نے اس کا انکار نہیں کیا اس نے ایسی بدعت نکالی کہ اس سے پہلے کسی عالم نے اس کا قول نہیں کیا ۱۲ شامی ۱-

کس جگہ قبول ہوگی، اسی مقام پر ملا علی قاری قدس سرہ حرز ثمین شرح حصن حصین میں
فرماتے ہیں۔ وبیانہ اذا کان الدعا مجابا فی ہذہ الاماکن المتبرکۃ فکیف
فی موضع ضم سید المرسلین وخاتم النبیین واجمع من نعرفہ من العلماء
المعتبرین علی ان البقعۃ التی دفن فیہا افضل بقاع الارض ولاشك عندنا
انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسمع دعا من یدعو کما یسمع سلام من
یسلم علیہ ویصلی علیہ اللھم صلی وسلم علیہ قلت بل قیل موضع ضم اعظمہ
اعظم من العرش واللہ سبحانہ اعلم

مکہ معظمہ کے علماؒ نے جب ابن تیمیہ کے اتباع واذناب کی لاعلاج بیماری کی
تشخیص کا نتیجہ ظاہر کیا۔ اور بالاتفاق بہ مہر ثبت کردی کہ وحقیقۃ الامر منع
ابن تیمیۃ للدعاء ونحوہ تجاہ قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ھو
معتقدہ ومعتقد متابعیہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ
لاجاہ لہ اھ تو اتباع ابن تیمیہ سے اس کا کوئی جواب نہ بن سکا اور کذب وافترا
اور تقلید ائمہ کی آڑلی، حالانکہ تقلید کو شرک بھی کہتے ہیں، جب جواب سے عاجز ہو
جاتے ہیں تو مقلدین جاتے ہیں، چنانچہ بیان مبتدی میں لکھتے ہیں انما منع ذلک
الائمۃ المقلدون المتفق علی ہدایتہم وجلالتہم وعلمہم فاتبعہم ابن
تیمیۃ فی المنع من ذلک۔

(بقیہ ص ۳۹) جب ان متبرک مقامات میں دعا قبول ہوتی ہے تو اس
جگہ کا کیا عالم ہوگا جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو چھو رہی ہے معتبر علماؒ کا اتفاق ہے کہ
جس جگہ آپ دفن ہیں تمام روئے زمین سے افضل ہے ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح آپ
صلوٰۃ وسلام کو سنتے ہیں اسی طرح دعا کرنے والے کی دعا کو بھی سنتے ہیں بلکہ اہل علم نے یہاں تک کہا ہے کہ
وہ جگہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے ۱۲ حرز ثمین ۔ ؎ ابن تیمیہ اور اسکے متبعین نے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی قبر شریف کے سامنے کھڑے ہوکر دعا مانگنے سے منع کیا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ انکے گمان فاسد
میں وفات کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ مرتبہ نہیں ۱۲ ؎ ان اماموں نے منع کیا ہے جنکی تقلید
کیجاتی ہے اور جن کی ذاتی جلالت وعلمیت پر اتفاق ہے ابن تیمیہ نے منع کرنے میں انکی اتباع کی ہے ۱۲۔

ناظرین کرام پر مخفی نہیں کہ ممانعت کی نسبت ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف کرنا محض کذب و افترا ہے۔ امام مالک کا مسلک تو حکایۂ مذکورہ سے ظاہر ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالے جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالے کی قبر مبارک سے استفادہ کرسکتے ہیں تو سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور سے استفادے کو کس طرح منع کرسکتے ہیں۔ علامہ شامی رد المحتار میں امام شافعی قدس سرہٗ کے متعلق فرماتے ہیں۔ و مما روی من تادبه معه انه قال انی اتبرك بابی حنیفة واجیئ الی قبره فاذا عرضت الیّ حاجة صلیت رکعتین وسالت الله عند قبره فتقضی سریعا وذکر بعض من کتب علی المنهاج ان الشافعی صلی الصبح عند قبره فلم یقنت فقیل له لم نقال تادبا مع صاحب هذا القبر ا ه

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہٗ احیاء العلوم میں آداب زیارت شریفہ میں فرماتے ہیں۔ واما زیارة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فینبغی ان تقف بین یدیه کما وصفناه وتزوره میتا کما تزوره حیا ا ه

فتاوی عالمگیری میں آداب زیارۃ میں تین جگہ ٹھہرنے کا ذکر موجود ہے (۱) منبر نبوی اور روضۂ اقدس کے درمیان (۲) قبر شریف کے پاس سر مبارک کے محاذی روبقبلہ ہوکر ویقف کما یقف فی الصلوٰة ویمثل صورته البهیة کانه نائم

---

۱ امام شافعی کے امام صاحب کا ادب کرنے کی ایک مثال یہ ہے کہ فرماتے ہیں میں امام ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور انکی قبر پر آتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہو تو میں دو رکعت پڑھ کر انکی قبر کے پاس اللہ تعالے سے دعا کرتا ہوں تو وہ حاجت جلد پوری کردی جاتی ہے۔ منہاج کے بعض حواشی میں ہے کہ امام شافعی نے امام صاحب کی قبر کے پاس صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھی (جبکہ انکا یہ مذہب تھا) کسی نے قنوت نہ پڑھنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا اس قبر والے کے ادب کی وجہ سے (میں نے قنوت نہیں پڑھی) ۱۲ شامی

۲ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا یہ طریقہ ہے کہ آپکے سامنے کھڑا ہو جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور اس طرح زیارت کرے جس طرح آپکی حیات ظاہری میں کرتا ۱۲

فی لحدہ وعالم بہ یسمع کلامہ (۳) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قبلہ شریف کی طرف پشت کر کے ثم یقف عند وجھہ مستدبر القبلۃ ویصلی علیہ ماشاء (پھر قبلہ شریف کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو اور جس قدر چاہے درود شریف پڑھے)۔

محقق ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔ ثم یاتی القبر الشریف و یستقبل جدارہ ویستدبر القبلۃ علی نحو اربع اذرع من الساریۃ التی عند رأس القبر فی زاویۃ جدارہ وما عن ابی اللیث یقف مستقبل القبلۃ مردود لما روی ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی مسندہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال من السنۃ ان تاتی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قبل القبلۃ وتجعل ظھرک الی القبلۃ وتستقبل القبر بوجھک ثم تقول السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ الی آخرہ۔ اس کے بعد محقق ابن ہمام نے روایات میں نہایت عمدہ طریقے سے تطبیق دی ہے جو دیکھنا چاہے وہاں دیکھ لے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی جاذب القلوب میں فرماتے ہیں۔ ووقوف دراں جناب باعظمت دست راست را بر دست را بر دست چپ بنہد چنانچہ در حالت نماز کند کرمانی کہ از علمأ حنفیہ است تصریح بایں معنی کردہ است

لہ پھر قبر شریف کی طرف آئے اور (حجرے کی) دیوار کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پشت کرے اور قبر شریف کے سر کے قریب دیوار کے کونے میں جو ستون ہے اس سے چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہوا ابواللیث سے جو روایت ہے کہ قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو تو مردود ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روائت کی ہے کہ سنت یہ ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی طرف قبلہ شریف کی طرف سے آئے اور اپنی پشت قبلہ کی طرف کرے اور قبر شریف کی طرف منہ کرے پھر کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۱۲۔ فتح القدیر ج ۲ اس دربار میں (آئے ص ۳۳۴ پر)

ومستند بر قبلہ در مواجہہ مسمار فضہ کہ در دیوار حجرہ شریفہ مقابل وجہ کریم نشاندہ اند در تحت قندیل بایستد ۱۔ھ۔

غنیۃ الطالبین میں ہے۔ ثم یاتی القبر بحذائہ بینہ و بین القبلۃ ویجعل جدار المسجد خلف ظھرہ والقبر امامہ تلقاء وجھہ والمنبر عن یسارہ ولیقم مما یلی المنبر ولیقل السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ وبرکاتہ۔ الی آخرہ۔

(مذہب حنبلی کی مشہور کتاب الاقناع میں بھی یہی تصریح ہے کہ قبلہ شریف کی طرف پشت کرکے قبر انور کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو ۱۲ شرف بریلوی)

ائمہ عظام وعلمائے مذاہب اربعہ ومشائخ کرام کی تصریحات نقل کرنے کے بعد اصحاب انصاف پر مخفی نہیں رہا۔ کہ ابن تیمیہ اور محمد ابن عبد الوہاب کے اتباع کا یہ کہنا کہ قبر شریف کی طرف منہ کرکے دعا مانگنے سے ائمہ اربعہ نے منع کیا ہے کس قدر خیانت اور فریب ہے ع۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد (چور کس قدر دلاور ہے کہ ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے ہے)

الحاصل اس مسئلہ میں علماء مذاہب اربعہ کا اجماع ہے کہ اس مقام کا ادب احترام ملحوظ رکھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر انور میں تشریف فرما میری حرکات وسکنات اور سلام وکلام کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ذرہ بھر تعظیم واجلال میں کمی واقع ہو تو سب کچھ تباہ وبرباد ہو جائے۔

(بقیہ ص ۴۲) احترام سے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھکر کھڑا ہو جس طرح نماز میں کرتا ہے۔ علامہ کرمانی حنفی نے اسکی تصریح کی ہے اور قبلہ شریف کی طرف پشت کرکے چاندی کی اس میخ کے سامنے جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کے سامنے نصب کی گئی ہے اور قندیل کے نیچے کھڑا ہو ۱۲ جذب القلوب ۱ھ پھر قبر شریف کے سامنے آئے اس طرح کہ قبر شریف اور قبلہ کے درمیان ہو۔ مسجد کی دیوار کو اپنے پیچھے اور قبر کو اپنے چہرے کے سامنے اور منبر کو دائیں جانب رکھے اور منبر والی جانب کھڑا ہو اور کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۱۲۔ غنیۃ الطالبین

حافظا علم ادب ورز کہ در حضرتِ شاہ   ہر کرا نیست ادب لائقِ قربت نبود[1]

سوال مذکور میں جو مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کا شکوہ کیا گیا ہے وہ بھی فتن نجدیہ میں سے ایک عظیم فتنہ ہے جس کے ذریعے ملت اسلامیہ میں ضعف اور انتشار پیدا ہو رہا ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو موحد اور جو مسلمان ان کی جماعت میں شامل نہ ہو اسے مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔ اگرچہ کلمۂ شہادت اور اقرارِ رسالت تمام لوگوں کے سامنے ہزار دفعہ پڑھے۔ نماز روزہ وغیرہ ارکانِ اسلام کما حقہٗ ادا کرے مگر بایں ہمہ اس فرقہ کے زعم میں مشرک و بدعتی ہیں۔

یہ فرقۂ ردیہ قرآن شریف کی آیات میں تحریف کرتا ہے اور جو آیات کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ ان کو اہلِ اسلام پر چسپاں کرتا ہے۔ اسی وجہ سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں شرارِ خلق اللہ فرمایا ہے۔ بخاری شریف باب قتال الخوارج والملحدین میں ہے۔ وکان ابن عمر[2] یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۲۴)

علامہ شامی قدس سرہٗ نے اس ردی فرقہ کو خوارج میں سے قرار دیا ہے۔ درمختار میں فرمایا۔ ویکفرون[3] اصحاب نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ علامہ شامی اس کے تحت فرماتے ہیں ھذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل ھو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ والا یکفی فیھم اعتقادھم کفر من خرجوا علیہ

---

[1] اے حافظ ادب اختیار کر کیونکہ شاہ کے دربار میں جسے ادب نہیں وہ نزدیکی کے لائق نہیں ۱۲۔

[2] ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہیں تمام مخلوق میں سے شریر قرار دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی تھیں مسلمانوں پر چسپاں کر دی ہیں ۱۲ بخاری شریف

[3] خارجی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ خارجی ہونے کیلئے یہ شرط نہیں ہے۔ یہ تو ان لوگوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خلاف خروج کیا تھا ورنہ خارجی ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ جنکے خلاف (باقی ص ۴۵ پر)

كما وقع في زماننا في اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا
وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون
وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذالك قتل اهل السنه
وعلمائهم حتى كسر الله شوكتهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام
ثلث وثلثين ومأتين والف ۱۲۳۳ھ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چھ چیزوں کو مدار ہدایت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ أُولٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله ويقيموا الصلوٰة ويؤتوا الزكوٰة فاذا فعلوا ذالك عصموا مني دماءهم واموالهم الا بحق الاسلام وحسابهم على الله متفق عليه

بقیہ ص۴۴ ہم انہوں نے خروج کیا ہو۔ انہیں کافر جانیں جیسے کہ ہمارے زمانے میں (محمد ابن عبدالوہاب کے پیرو کار ہیں جو نجد سے نکل کر مختلف مقامات پر مسلط ہو گئے وہ لوگ اپنی نسبت مذہب حنبلی کی طرف کرتے تھے لیکن انکا عقیدہ یہ تھا کہ وہ ہی مسلمان ہیں اور جو انکے عقیدے کے خلاف ہو مشرک ہے اس بناء پر انہوں نے اہلسنت اور انکے علماء کے قتل کو جائز رکھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انکی شوکت کو توڑ دیا۔ اور مسلمانوں کے لشکروں نے ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتح پائی ۱۷ شامی جلد ثالث ۱۔ قرآن مجید متقین کیلئے ہدایت ہے جو کہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں تم پر نازل کی ہوئی شریعت اور تم سے پہلے نازل شدہ امور پر ایمان رکھتے ہیں۔ آخرت پر انکا یقین ہے۔ انہی صفات والے اپنے رب کی طرف سے دی ہوئی ہدایت پر قائم ہیں اور یہی کامیاب ہیں ۱۲ ۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کافروں سے اس وقت تک جہاد کرنیکا حکم ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیں نماز پڑھیں زکوٰۃ دیں جب وہ یہ سب کچھ کر گذریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لئے مگر جو حق اسلام کی بناء پر ہو اور انکا حساب اللہ پر ہے (بخاری، مسلم)

مؤلف کہتا ہے کہ جس شخص میں یہ صفتیں پائی جائیں اسے مشرک کہنا کتنا ظلم ہے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان پر ہدایت اور فلاح کی گواہی دیتا ہے۔ اور یہ لوگ انہیں مشرک گردانتے ہیں۔ فمن اصدق من اللہ قیلا۔

ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ یاایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلٰم لست مومنا تبتغون عرض الحیٰوۃ الدنیا فعند اللہ مغانم کثیرۃ کذالک کنتم من قبل فمنّ اللہ علیکم فتبینوا ان اللہ کان بما تعملون خبیرا۔ تفسیر مدارک میں آیت مذکورہ کے تحت شانِ نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ رُوِی ان مرداس بن نھیک اسلم ولم یسلم من قومہ غیرہ فغزتھم سریۃ لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فھربوا وبقی مرداس لثقتہ بالسلامۃ فلما رأی الخیل الجاء غنمہ الی منفرج من الجبل وصعد فلما تلاحقوا وکبروا کبر ونزل وقال لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ السلام علیکم فقتلہ اسامۃ بن زید واستاق غنمہ فاخبروا

لہ اے ایمان والو جب تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں سفر کرو تو اچھی طرح تحقیق کر لو اور جو تمہیں سلام پیش کرے اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے کیا تم دنیا کی مال و دولت طلب کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیشمار غنیمتیں ہیں اس سے پہلے تم بھی اسی طرح تھے اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا تم اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے ۱۲ سہ روایات میں ہے کہ مرداس ابن نہیک اسلام لے آئے اور انکی قوم میں سے اور کوئی مسلمان نہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک لشکر ان سے جہاد کرنے کیلئے گیا تو وہ بھاگ گئے مرداس کو چونکہ سلامتی کا یقین تھا اسلئے وہ ٹھہرے رہے جب انہوں نے جماعت کو دیکھا تو اپنی بکریوں کو پہاڑ کے ایک درے میں لے گئے اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے جب صحابہ کرام اکٹھے ہوئے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا حضرت مرداس بھی تکبیر کہتے ہوئے اتر آئے اور کلمہ پڑھتے ہوئے آئے اور سلام کہا حضرت اسامہ نے سمجھا کہ شاید ڈر کے مارے صرف زبانی کلمہ پڑھ رہے ہیں، انہیں قتل کر دیا اور ان کی بکریوں کو لے گئے جب صحابہ کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ماجرا بیان کیا (باقی ص ۴۷ پر)

رسول اللہ فوجد وجداً شدیداً وقال قتلتموہ ارادۃ مامعہ ثم قرأ الآیۃ علی اسامۃ انتہی درنی درایۃ ھلا شققت قلبہ و فی التفسیرات الاحمدیۃ والمقصود من ذکر الآیۃ انھا تدل علی انہ یکفی من المؤمن بمجرد کلمۃ الشھادۃ من غیر اطلاع علی مافی قلبہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا غزا قوماً لم یغز حتی یصبح فان سمع اذاناً امسک وان لم یسمع اذاناً اغار بعد ما یصبح (بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذان کے سنائی دینے کو اسلام کی دلیل قرار دیتے تھے کیونکہ اذان اقرار شہادتین ہے تو مؤذن کا بمع قوم کے مسلمان ہونا ثابت ہوا۔

ان نصوص و شواہد کے بعد اہل انصاف پر مخفی نہیں رہا کہ کسی مسلمان کو کافر و مشرک قرار دینا کس قدر جرم ہے۔ مگر خوارج دہابیہ بے دھڑک مسلمانوں پر کفر و شرک کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں جس کی وجہ سے ملت اسلامیہ میں تفرق و انتشار پھیل رہا ہے اور اغیار کیلئے باعث خوشی ہے۔ محققین اہل سنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر سے اجتناب کیا جائے۔ جب تک ضروریات دین کے منکر نہ ہوں۔ محقق ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔ لان الحق عدم تکفیر اھل القبلۃ وان وقع الزاماً فی المباحث بخلاف من خالف القواطع

بقیہ ص ۴۶) تو آپ سخت غمگین ہوئے اور فرمایا کیا تم نے اسکے مال کی ۔ ط اسے قتل کیا ہے اور آیت پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ تم نے اسکا دل پھاڑ کر دیکھا تھا۔ تفسیر احمدیہ میں ہے کہ آیت کے ذکر سے مقصد یہ تھا کہ آیت دلالت کرتی ہے کہ دلی حالت پر اطلاع کے بغیر صرف مومن سے کلمہ شہادت ہی کافی ہے ۱۲ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر جہاد کرتے تو صبح تک ٹھہرتے اگر اذان سن لیتے تو جہاد سے رک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو صبح کے بعد جہاد کرتے ۱۲ بخاری شریف ۔ حق یہ ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائیگی گو کہ مباحث میں (آ گے صفحہ ۴۸ پر)

المعلومۃ بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم العالم ونفی العلم بالجزئیات علی ما صرح به المحققون وقال الشافعی انه الله تعالیٰ لا ارد شهادة اهل الاهواء الا الخطابیة لا ستحلالهم الکذب وفی المنتقی عن ابی حنیفة لم نکفر احداً من اهل القبلة وعلیه اکثر الفقهاء (شرح فقہ اکبر للعلی القاری) ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم که با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

اس فرقہ ردیہ نے اہلِ اسلام کو گمراہ کرنے کیلئے عجیب و غریب ڈھنگ اختیار کئے ہیں۔ اپنے آپ کو سنی حنفی[1] صوفی شیخ طریقت موحد وغیرہ القاب سے مشہور کرتے ہیں مگر درحقیقت یہ محض ایک نمائش ملمع سازی اور مکاری ہے۔ معتزلہ جو کہ گمراہ فرقہ ہے۔ اپنے آپ کو اصحاب[2] العدل والتوحید کہتا ہے اور فرعیات میں حضرت

(بقیہ ص ۴۷) المزالا واقع ہو جائے۔ البتہ اس شخص کی تکفیر کی جائے گی جو قطعیات ضروریات دین کا انکار کرے۔ مثلاً جو شخص عالم کو قدیم مانے اور یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جزئیات کا عالم نہیں ہے جیسے کہ محققین نے تصریح کی ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں اہل اہوا کی شہادت رد نہیں کرونگا ماسوی خطابیہ کے کیونکہ وہ جھوٹ کو حلال جانتے ہیں منتقی میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کریں گے۔ اسی پر اکثر فقہا ہیں۔ (بشرطیکہ وہ ضروریات دین کا انکار نہ کریں) شرح فقہ اکبر۔

[1] دیوبندی دراصل نجدی عقائد رکھتے ہیں مگر اپنے آپ کو سنی حنفی اور نہ جانے کیا کیا ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے اہلِ سنت جماعت کو دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ تفصیل کیلئے "خون کے آنسو" از خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی "دیوبندی مذہب" از فاضل جلیل مولانا غلام مہر علی صاحب (چشتیاں شریف) انوارِ آفتابِ صداقت وغیرہ علمائے اہلِ سنت وجماعت کی کتابیں ملاحظہ ہوں ۱۲

[2] معتزلہ اپنے آپکو اصحاب العدل اسلئے کہتے ہیں کہ انکے نزدیک اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ نیک کو ثواب اور برے کو عذاب دے اور اصحاب توحید اس لئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی صفاتِ قدیمہ کے منکر ہیں۔ وہ صرف اللہ تعالےٰ کی ذات کو قدیم مانتے ہیں ۱۲ حضرت مصنف۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں۔ صاحب کشاف جار اللہ زمخشری و بشر مریسی جیسے ائمۂ اعتزال امام صاحب کے مقلد ہیں۔ علامہ شامی ردالمحتار فرماتے ہیں۔

انہم[1] من اہل قبلتنا و مقلدون فی الفروع لمذہبنا اور زمخشری کے متعلق فرماتے ہیں۔ لأن[2] الزمخشری من مشائخ المذہب وہو حجۃ فی النقل مگر مشائخ ماتریدیہ نے معتزلہ کی تضلیل میں کمال کیا ہے۔ جیسے کہ علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں۔ الا ان[3] مشائخ ما وراء النہر (ماتریدیہ) قد بالغوا فی تضلیلہم فی ہذہ المسئلۃ حتی قالوا ان المجوس اسعد حالاً منہم حیث لم یثبتوا الا شریکا واحداً والمعتزلۃ یثبتون شرکاء لا تحصی (مشائخ ماتریدیہ نے معتزلہ کی مسئلہ خلق افعال میں حد درجہ تضلیل کی ہے حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ یہ تو مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں، کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ایک شریک ثابت کیا تھا اور معتزلہ نے بے شمار شریک ثابت کئے ہیں)۔

ولیکن ہذا آخر الرسالۃ فی علو شان خاتم الرسالۃ سیدنا و سید المرسلین وحبیب اللہ العالمین علیہ افضل صلوٰۃ المصلین یلطفہ العظیم ومنہ الجسیم

وانا عبد الحق بن میر احمد الجابری نسباً الغور غشتوی مسکناً والحنفی مذہباً والچشتی مشرباً عفی اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی والخفی

---

[1] معتزلہ اہل قبلہ ہیں اور فروع میں ہمارے مذہب کی تقلید کرتے ہیں ۱۲ شامی [2] زمخشری اپنے مذہب کے مشائخ میں سے ہے اور نقل میں معتبر ہے ۱۲ شامی [3] معتزلہ کا مذہب ہے کہ انسان اپنے افعالِ اختیاریہ کا خود خالق ہے اور اہل سنت وجماعت کے نزدیک ہر شئے کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ انسان صرف کاسب ہے ۱۲ حضرت مصنف [4] مجوسی کہتے ہیں کہ خالق دو ہیں ایک خالق خیر جیسے یزدان کہتے ہیں۔ اور ایک خالق شر جیسے اہرمن کہتے ہیں (یعنی شیطان) مگر معتزلہ ہر انسان کو خالق مانتے ہیں اسلئے مجوسیوں سے بھی بڑھ گئے کیونکہ انہوں نے ایک شریک ٹھہرایا تھا اور معتزلہ ہر انسان کو خدا کا شریک قرار دیتے ہیں۔ حضرت مصنف۔

رسالہ احسن الکلام فی مسئلۃ القیام

الاستفتا ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اندریں مسئلہ کہ صلوٰۃ وسلام مروجہ جو بصورت قیام پڑھا جاتا ہے ۔ از روئے شرع شریف کس حکم میں داخل ہے ۔ فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح وغیرہ احکام مشروعہ میں سے یا کہ طریقہ مذکورہ غیر مشروع ہے تو اس صورت میں غیر مشروع مکروہ یا حرام کی کس شق میں داخل ہے ۔

بینوا بالصواب توجروا الیوم الحساب

الجواب ۔ صلوٰۃ وسلام اس ہیئات کے ساتھ پڑھنا خلاف طریقہ مسنونہ ہے ۔
دستخط دیوبندی مولوی صاحب ہری پور

وہو الموفق

الجواب ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ اصل مطلب سے پہلے چند باتیں پیش نظر رہنی چاہئیں (۱) وجوب، فرضیت، حرمت اور کراہت کے ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل شرعی کا ہونا ضروری ہے ۔ جن کام کے فرض و واجب یا مکروہ و حرام ہونے پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو مباح ہوتی ہے ۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روائیت ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے جسے حلال کیا ہے وہ حلال ہے اور جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس چیز کے متعلق کچھ نہیں کہا وہ معاف ہے (اس پر مؤاخذہ نہیں)۔

البتہ اگر وہ کام حسن وخوبی اور فوائد پر مشتمل ہو تو مستحب کہلائیگا بمحض اس بنا

ۭ فما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو ۱۲ مشکوٰۃ شریف باب ما یحل اکل

ہر کہ ایک کام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں نہ تھا قابل مذمت اور برا نہ ہوگا۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی فرماتے ہیں :-

ہر وہ[1] کام جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں نہ تھا اسے مذموم (برا) نہیں کہا جا سکتا۔ پھر وہ کام جس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں عمل کیا جاتا تھا اور اس کام کی پُرزور ترغیب دلائی جاتی تھی۔ اب اسے اگر ایک ایسی نئی ہیئات کے ساتھ ادا کیا جائے جو کئی فوائد پر مشتمل ہو تو اسے کیونکر برا کہا جا سکتا ہے :-

چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں :-

"ہماری[2] صحبت اور طریقت اور سلوک کے آداب کو سیکھنا متصل ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک صحیح سند اور متصل سے یعنی مصنف سے تا مبدء رسالت بیچ میں کوئی واسطہ منقطع نہیں۔ اگرچہ تعیین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں۔ یعنی باعتبار آداب معینہ اور اشغال مخصوصہ کے اتصال تفصیلی نہیں اجمالی ہے (ترجمہ مولوی خرم علی)

دیکھئے شاہ صاحب نے صاف لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ ہم طریقت کے جن آداب اور طریقوں پر عمل کر رہے ہیں ان کا تعین نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اس کے باوجود انہیں ناجائز اور خلاف سنت نہ کہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ بلکہ خود حدیث شریف میں ہے :-

"جس شخص[3] نے کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اس نیک کام کا بھی ثواب ملے گا۔

---

[1] لانه ما کل ما لم یکن علیٰ عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکون مذمومًا ۱۲۔ حدیقہ ندیہ جلد ثانی ص ۴۰۹ [2] صحبتنا و تعلمنا الآداب الطریقة والسلوک متصلة الی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالسند الصحیح المستفیض المتصل وان لم یثبت تعیین الآداب ولا تلک الاشغال ۱۲ القول الجمیل مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی [3] من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شیء ۱۲ مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسلم شریف ص ۳۳

اور ان لوگوں کے برابر بھی ثواب ملے گا جنہوں نے ایجاد کے بعد اس نیک طریقے کو اپنایا اور لطف یہ کہ ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی۔"

(۲) زمانۂ نبوی کے بعد پیدا ہونے والا کام یا طریقہ اسی وقت مردود اور ناجائز ہوگا۔ جبکہ اس کی اصل شریعتِ مقدسہ میں موجود نہ ہو یا شریعت میں اس سے ممانعت ہو چنانچہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جس کی اصل دین میں نہیں وہ مردود ہے۔"[1]

ملا علی قاری رحمہ الباری حدیث مذکور کے تحت فرماتے ہیں۔

"قاضی نے کہا اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ جس نے اسلام میں ایسی رائے نکالی۔ کہ کتاب و سنت میں اس کی ظاہر و خفی ملفوظ یا مستنبط دلیل نہیں تو وہ مردود ہے۔"[2]

(۳) صلوٰۃ و سلام کا پڑھنا شرعی طور پر محبوب اور مطلوب ہے کسی ہیئات اور وضع کی تخصیص نہیں تنہا ایک آدمی پڑھے یا پوری جماعت بیٹھ کر ہو یا کھڑے ہو کر ہر اس طریقے سے درود شریف پڑھنا ثواب ہے جس میں بے ادبی نہ ہو چنانچہ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کا اہتمام کرتے ہیں۔ اے ایمان والو تم نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان کا یوں اہتمام کرو کہ ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔ یہ نہیں کہ فرمایا کہ تنہا بیٹھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھو بلکہ حکم عام ہے کہ جس طرح چاہو پڑھو۔

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

[2] قال القاضی المعنی من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن لہ من الکتاب والسنۃ سند ظاہر او خفی ملفوظ او مستنبط فھو مردود علیہ ۱۲ مرقات شرح مشکوٰۃ

اختصاراً چند احادیث بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ جو مجھ پر ایک دفعہ صلوٰۃ وسلام پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور دس گناہ معاف فرمائیگا، اور دس درجے بلند فرمائے گا (نسائی شریف)

(۲) حضرت اُبی ابن کعب فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ پر بکثرت درود شریف پڑھا کرتا ہوں۔ آپ فرمائیں کتنی دفعہ پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا جس قدر چاہو۔ میں نے عرض کی (فرائض کے وقت کے علاوہ) چوتھائی وقت آپ نے فرمایا۔ جیسا چاہو۔ اس سے زیادہ ہو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ عرض کی نصف وقت۔ فرمایا جیسا چاہو۔ اس سے زیادہ ہو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی (فرائض کے وقت کے علاوہ) تمام وقت آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھونگا۔ آپ نے فرمایا تب تو تمہارے تمام مقاصد پورے کر دیئے جائیں گے اور گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

ذرا غور کریں کہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعدہ کیا کہ میں فرائض سے فارغ ہو کر ہر وقت صلوٰۃ وسلام پڑھونگا اور یقیناً آپ کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہر مناسب حال میں درود شریف پڑھتے ہونگے پھر کسی ایک حالت میں یعنے

ـلـه عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلّی علیّ صلوٰۃً واحدۃ صلی اللہ علیہ عشر صلوات وحطّت عنہ عشر خطیات ورفعت لہ عشر درجات رواہ نسائی (مشکوٰۃ شریف باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ـلـه عن ابی کعب قال قلت یا رسول اللّٰہ انی اکثر الصلوٰۃ علیک فکم اجعل لک من صلوٰتی فقال ما شئت قلت الربع قال ما شئت فان زدت فھو خیر لک قلت النصف قال ما شئت فان زدت فھو خیر لک قلت فالثلثین قال ما شئت فان زدت فھو خیر لک قلت اجعل لک صلوٰتی کلھا قال اذا یکفی ھمک ویکفر لک ذنبک رواہ الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۸۶)

دکھڑے ہو کر، درود شریف پڑھنے سے کس طرح منع کیا جا سکتا ہے۔

(۳) حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر آپ نے اس قدر طویل سجدہ فرمایا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ شائد آپ جہان سے رخصت ہو گئے ہیں۔ چنانچہ میں دیکھتا رہا۔ جب آپ نے سر مبارک اُٹھایا۔ میں نے پوچھا حضور! اتنا طویل سجدہ کرنے کی کیا وجہ تھی۔ آپ نے فرمایا۔

جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا میں آپ کو خوشخبری نہ سناؤں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو شخص ایک دفعہ تم پر درود شریف پڑھے میں اس پر رحمت فرماتا ہوں اور جو تم پر سلام بھیجے میں اس پر سلام بھیجتا ہوں۔[1]

(۴) بالخصوص جمعۃ المبارک کے دن صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے متعلق حدیث شریف میں بہت ترغیب آئی ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ پر جمعہ کے دن بکثرت درود شریف پڑھا کرو۔ اسلئے کہ اس دن رحمت کے خصوصی فرشتے نازل ہوتے ہیں۔[2]

ان امور کو سامنے رکھ کر غور کریں کہ مروجہ ہیئات کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھنا جبکہ اسے فرض و واجب نہ سمجھا جائے۔ کیونکر ناجائز ہو گا۔ جبکہ یہ ایک اچھا طریقہ ہے اور اس کی اصل قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ جیسے کہ اختصاراً اس سے پہلے ذکر ہوا۔ اب جو لوگ صلوٰۃ وسلام کو مروجہ ہیئات کے ساتھ ناجائز اور مخالف سنت کہتے ہیں۔ انہیں دلیل پیش کرنی چاہیئے۔ کہ کیوں ناجائز ہے۔ بغیر دلیل کے

---

[1] ان جبرائیل علیہ السلام قال لی الا ابشرك ان اللہ عزوجل یقول من صلیٰ علیك صلوٰۃ صلیت علیہ ومن سلم علیك سلمت علیہ۔ رواہ احمد (مشکوٰۃ شریف ص۸۷)

[2] اکثروا الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ مشھود یشھدہ الملائکۃ (مشکوٰۃ شریف باب الجمعہ)۔

دعویٰ مسموع نہیں ہوگا۔

(۱) آیا صرف سلام کے ناجائز ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہ درود شریف ہے، معاذاللہ اس بنا پر تو کوئی مسلمان ناجائز نہیں کہہ سکتا۔

(۲) یا یہ وجہ ہے کہ اکٹھے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔ یہ بھی صریح البطلان ہے کیونکہ کتاب وسنت سے عام اجازت ثابت ہے نیز نماز باجماعت میں سب نمازی پڑھتے ہیں۔ السلام علیک ایہا النبیُّ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(۳) یا اسلئے ناجائز ہے کہ کھڑے ہو کر درود پاک پڑھا جاتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ قرآن پاک وحدیث سے مطلقًا درود پاک پڑھنے کی ترغیب ثابت ہے بیٹھ کر ہو یا کھڑے ہو کر۔ نیز حج کرنے والے جب صفا مروہ پر جاتے ہیں تو کھڑے ہو کر حمد وثنار کے بعد درود شریف پڑھتے ہیں چنانچہ کنزالدقائق و نورالایضاح وغیرہ میں ہے وا للفظ للکنز

پھر[1] صفا کی طرف جا اور بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے تکبیر وتہلیل کہہ اور درود شریف پڑھ۔ اسی طرح حجر اسود کو بوسہ دیکر حجاج کھڑے ہو کر تکبیر وتہلیل کے بعد درود شریف پڑھتے ہیں۔

(۴) اور اگر یہ وجہ ہو کہ صلوٰۃ وسلام بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے تو یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ کتاب وسنت سے عام اجازت ہے۔ بلند آواز سے ہو یا پست آواز سے۔ نیز صفا مروہ پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے:۔

پھر[2] صفا پر اس بلندی تک جائے کہ دروازے سے کعبہ شریف نظر آنے لگے

---

[1] ثم لخرج الی الصفا وقم علیہ مستقبل البیت مکبراً مہلّلاً مصلیًا علی النبی علیہ السلام ۱۰۸ کنزالدقائق [2] فصعد الصفا بحیث یری الکعبۃ من الباب فاستقبل البیت وکبر وھلل وصلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بصوت مرتفع خانیہ ۱۰۸ (درمختار)

اور بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر تکبیر و تہلیل اور درود شریف بلند آواز سے پڑھے :۔

(۵) زیادہ سے زیادہ مانعین یہی کہہ سکتے ہیں کہ عوام صلوٰۃ و سلام کو فرض و واجب سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ یہ وجہ بھی چنداں درست نہیں۔ کیونکہ اول تو عوام ایسا اعتقاد نہیں رکھتے۔ اور اگر کوئی شخص غلطی سے یہ سمجھنے لگ جائے تو اس کا علاج یہ نہیں کہ صلوٰۃ و سلام کو بالکل بند کر دیا جائے۔ بلکہ انہیں سمجھا کر اس غلطی کے ازالے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بالخصوص اس دورِ فسق و فجور میں کہ اخبارات و رسائل حیا سوز تصاویر شائع کرتے ہیں، اور ریڈیو، ٹی وی، ٹیلیویژن تقریباً ہر وقت فحش فلمی گانے نشر کرتے رہتے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ملت کے نونہالوں کے ذہنوں میں وہی عریاں تصویریں رقص کرتی رہتی ہیں اور زبانوں پر وہی بیہودہ گانے مچلتے رہتے ہیں۔

اگر اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ اجتماعی طور پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں تو اس کا قطعاً برا اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ نہایت خوشگوار اثر مرتب ہوتا ہے چنانچہ چھوٹے چھوٹے بچے فلمی گانوں کی بجائے قصیدہ بردہ شریف اور مشہور زمانہ سلام مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام کے پیارے اور دلنواز اشعار پڑھتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔

کم از کم یہ ہی سوچ لیا جائے کہ مسلمان اپنے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہی نام لے رہے ہیں۔ جو اہر لال نہرو کو یا رسول السلام تو نہیں کہتے۔ حضرت سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی فرماتے ہیں۔[۱]

علامہ عبد الوہاب شعرانی اپنی کتاب "عہود المشائخ" میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ

---

[۱] وذکر الشعرانی ایضا رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ عہود المشائخ قال ولا نمکن احدا من
زبانی ص ۵۷ پر م

ہم اپنے کسی دینی بھائی کو اجازت نہیں دیتے۔ کہ وہ ان امور پر انکار کرے جنہیں مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے طور پر اپنایا اور اسے اچھا گمان کیا۔ جیسا کہ اس کتاب (عہود المشائخ) میں اسکی تقریر کئی دفعہ گذر گئی ہے خصوصاً وہ امور جن کا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہو۔

لیکن مخالفین بجائے خاموشی یا موافقت کے ذکر خدا اور رسول (جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو روکنے کیلئے طرح طرح کے حیلے بہانے اختیار کرتے ہیں:۔ اکبر الہ آبادی نے کہا تھا

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

لیکن اب یہ حالت ہے کہ۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں
کہ مومن نام لیتا ہے نبی کا اس زمانے میں

اہل درد یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں:

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی (اعلیٰحضرت قدس سرہٗ)

اور پھر جبکہ علمائے اُمت اور صلحائے ملت بکثرت قیام کرتے چلے آئے ہیں اس کی پوری تفصیل تو امام اہل سنت اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے رسالہ مبارکہ "اقامۃ القیامۃ" اور مقتدی العلماء حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے رسالہ مبارکہ "رسول الکلام فی بیان المولد والقیام"

(بقیہ ص ۵۶) اخوانا ینکر شیئًا ابتدعه المسلمون علی جهة القربة الی الله تعالیٰ ورأوہ حسنا کما مر تقریرہ مرارا فی هذه العهود لاسیما ما کان متعلقا بالله تعالیٰ ورسوله علیه السلام ص ۱۰۸ (حدیقہ ندیہ جلد ثانی ص ۴۹)

میں دیکھی جا سکتی ہے۔ تاہم ایک دو مثالوں کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

علامہ جلیل الشان علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے سیرت مبارکہ انسان العیون (المعروف بہ سیرت حلبیہ) میں تصریح فرمائی کہ بدعت حسنہ ہے اور ارشاد فرماتے ہیں :-

بیشک وقت ذکر نام پاک حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام قیام کرنا امام تقی الملۃ والدین سبکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے پایا گیا۔ جو اس امت مرحومہ کے عالم اور دین و تقوٰی میں اماموں کے امام ہیں۔ اور اس قیام پر ان کے معاصرین ائمہ کرام مشائخ اسلام نے ان کی متابعت کی بعض علماء یعنی انہیں امام اجل کے صاحبزادے شیخ الاسلام ابو نصر عبد الوہاب ابن ابی الحسن تقی الملۃ والدین سبکی نے طبقات کبرٰی میں نقل فرمایا کہ امام سبکی کے حضور ایک جماعت کثیرہ اس زمانہ کے علما کی مجتمع ہوئی اس مجلس میں کسی نے امام صرصری کے یہ اشعار نعت سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

مدح مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے یہ بھی تھوڑا ہے کہ جو سب سے اچھا خوشنویس ہو اسکے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھی جائے اور جو لوگ شرف دینی رکھتے ہیں وہ ان کی نعت سنکر صف باندھ کر سر و قد یا گھٹنوں کے

لہ وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من عالم الامۃ و مقتدی الائمۃ دیناً وورعاً تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ وتابعہ علی ذالک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضھم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد فیہ قول الصرصری فی مدحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؎

قلیل لمدح المصطفےٰ الخط بالذھب ۔ علی فضۃ من خط احسن من کتب

وان ینھض الاشراف عند سماعہ ۔ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

وعند ذالک قام الامام السبکی وجمیع من فی المجلس فحصل انس کثیر بذالک المجلس وکفی فی ذالک فی الاقتداء ۔ ا ھ (اقامۃ القیامہ)

بل کھڑے ہو جائیں۔ ان اشعار کے سنتے ہی حضرت امام سبکی و جملہ علمائے کرام حاضرین مجلس مبارک نے قیام فرمایا اور اس کی وجہ سے مجلس میں نہایت انس حاصل ہوا علامہ جلیل حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس قدر پیروی کیلئے کفایت کرتا ہے۔

نیز دیوبندیوں کے پیر و مرشد اور ان کی مسلم شخصیت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا ارشاد اس مسئلے میں ملاحظہ ہو لکھتے ہیں :۔

"اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہے بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں"

(فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کراچی)

دیکھئے مخالفین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو مخالف سنت اور ناجائز امر کا مرتکب قرار دیتے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالےٰ راہِ ہدایت پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بے جا مخالفت کرنے والوں کو راہِ حق دکھائے:۔

آمین ثم آمین

(مولانا) علامہ محمد عبد الحکیم شرف لاہوری دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

(بقیہ صد ۲ "سنی" کانفرنس) مولانا کیوں کو بیان کر کے اسلام کی خوبیوں کو اجاگر کیا گیا۔

سنی کانفرنس کے اختتام پر دربار عالیہ قادریہ چھوہر شریف و بھیرہ شریف کی طرف سے بمعہ مریدین جمعیت علمائے پاکستان سے تعاون اور شمولیت کا اعلان کیا گیا۔ دربار عالیہ سیال شریف سرگودھا کی طرف سے مشرقی پاکستان کے چھ لاکھ مریدین اور تمام عقیدتمندوں سمیت جمعیت میں شمولیت اور تعاون کا اعلان کیا گیا۔ آخر میں جمعیت علمائے پاکستان ضلع ہزارہ کی تشکیل کی گئی اور عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا جس کی صدر جمعیت پیر صاحب سیالوی نے توثیق کردی۔

شاہبازِ میدانِ خطابت شہسوارِ عرصۂ رُشد و ہدایت حضرت مولانا الحاج ابوالحقائق شیخ القرآن علامہ عبدالغفور صاحب ہزاروی قدس سرہٗ

اور

مقررِ شعلہ بیان خطیبِ پاکستان مولانا العلامہ الحاج غلام الدین صاحب قدس سرہٗ

(خطیب صدیقیہ جامع مسجد انجن شیڈ لاہور) وصال فرما گئے

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء بمطابق ۷ شعبان ۱۳۹۰ھ بروز جمعۃ المبارک صبح چھ بجے علامہ عبدالغفور ہزاروی سیر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک ٹرک کے حادثے میں جامِ شہادت نوش کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابھی اس جانکاہ خبر سے پُرنم آنکھیں خشک بھی نہ ہوئی تھیں کہ مولانا غلام الدین صاحب خطیب صدیقیہ جامع مسجد انجن شیڈ لاہور کے وصال کی اطلاع آگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ عبدالغفور ہزاروی اور مولانا غلام الدین صاحب کے درمیان بہت پرانی اور انتہائی گہری رفاقت تھی۔ باور کیا جاتا ہے کہ علامہ ہزاروی کی وفات کے صدمے ہی کا یا اثر تھا کہ مولانا غلام الدین صاحب چوتھے روز بروز سوموار ۱۲ اکتوبر نماز ظہر ادا کرنے کے لئے مسجد میں آئے۔ ابھی چار سنتیں ہی ادا کر پائے تھے کہ دل کا درد اُٹھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مولانا سفرِ آخرت پر روانہ ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں حضرات نے جس ہمت اور دلیری سے دینِ متین کی خدمت کی تحریکِ پاکستان اور پھر تحریکِ ختمِ نبوت میں حصہ لیا دُنیائے تاریخ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ موجودہ دور میں جبکہ سوشلزم، کمیونزم اور سرمایہ دارانہ ایسے کافرانہ نظام اپنی تمام تر تاریکیوں کے ساتھ مُلکِ پاک پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ حق کے ان بے باک مجاہدوں کا ہم سے جُدا ہو جانا ملک و ملت کے لئے ایک ایسا عظیم ہولناک سانحہ ہے جس

پر خون کے آنسو بھی بہائے جائیں تو کم ہے۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

شیخ القرآن علامہ ابو الحقائق الحاج پیر عبد الغفور ہزاروی قدس سرہٗ کے مختصر حالات

ولادت باسعادت آپ کی پیدائش ہری پور ہزارہ کے قریب چنبہ پنڈ میں ۹ ذوالحجہ ۱۳۱۰ھ بروز جمعہ ہوئی۔ آپ کے والد ماجد فاضلِ یگانہ مولانا عبد الحمید صاحب اور جدِ امجد استاذ زمانہ مولانا محمد عالم صاحب رحمہما اللہ تعالےٰ علاقہ بھر میں بلند علمی مقام رکھتے تھے۔

تعلیم و تعلم حضرت علامہ ہزاروی کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ صلاحیتوں سے بہرہ ور فرمایا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں علمی اور دینی ماحول گھر ہی میں میسّر آگیا۔ ابتدائی کتب کافیہ تک والد ماجد سے پڑھیں۔ بقیہ فنون ہدایہ شریف قاضی مبارک اور حمد اللہ تک قدوۃ المحققین مولانا احمد دین صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ اور استاذ الاساتذہ مولانا محب النبی صاحب (بھوئی ضلع کیمبلپور) سے پڑھیں۔ تقریباً چھ ماہ بندیال شریف ضلع سرگودھا رہے اور بحر العلوم منبع الفنون مولانا یار محمد صاحب قدس سرہ سے شرح چغمینی وغیرہ پڑھیں مطول وغیرہ مقدام المحققین مولانا میاں عبد الحق صاحب غورغشتوی اور کچھ کتابیں استاد جلیل مولانا قطب الدین صاحب غورغشتوی سے پڑھیں۔

دورۂ حدیث کے لئے جامع مسجد فتحپوری دہلی تشریف لے گئے۔ ان دنوں وہاں مولوی سلطان محمود کٹھالہ شیخاں ضلع گجرات مدرس تھے۔ چونکہ وہ دیوبندیت کی طرف مائل تھے اس لئے وہاں سے بریلی شریف چلے گئے اور مجددِ دورِ حاضر اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے خلف اکبر قدوۃ المحدثین حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ سے دار العلوم منظرِ اسلام میں صحاح ستہ کی تعلیم حاصل کی اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد دار العلوم مظہرِ اسلام میں صدر مدرس کی حیثیت سے ایک سال تک تشنگانِ علم کو سیراب کرتے رہے۔ بعد ازاں کچھ عرصہ بجار ضلع لائلپور اور تین سال تک مدرسہ خدام الصوفیہ گجرات میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔

وزیر آباد میں تشریف آوری

۱۹۳۶ء میں وزیر آباد تشریف لائے اور ریلوے سٹیشن کے قریب جامع مسجد میں بحیثیت خطیب تشریف لائے اور اسی مسجد میں جامعہ نظامیہ کی بنیاد رکھی۔ یہیں آپ نے دورۂ قرآن کی ابتدا کی۔ سب سے پہلے شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سردار احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں دورۂ قرآن کے لئے اپنے تلامذہ کو وزیر آباد بھیجا اور ایک ملاقات میں علامہ ہزاروی صاحب سے فرمایا۔ مولانا آپ نے وقت کی اہم ترین ضرورت کو پورا کیا ہے اور میری دیرینہ آرزو کو جامۂ تکمیل پہنایا ہے۔ آپ تا زیست ملک کے اطراف واکناف کے بیشمار علم وعرفان کے پیاسے طلباء کو سیراب کرتے رہے اور سنیت کا پیغام دل و دماغ کی گہرائیوں تک پہنچاتے رہے۔

بیعت

دورانِ تعلیم مولانا احمد دین صاحب استاذ گرامی کے ساتھ گولڑہ شریف حاضر ہوئے اور قطبِ زمانہ مہرِ شریعت ماہِ طریقت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور مہر عالمتاب کی تجلیات اور عنایات سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ کی خصوصیت یہ تھی کہ ہر سال عرس شریف کی محفل میں تقریر فرماتے۔ سوز وگداز، علم وعرفان سے معمور خطابات سے ہزاروں سامعین کے دلوں کو گرماتے۔ بے شک اہل سنت وجماعت میں عالمانہ، تصوف اور عشق ومحبت سے معمور خوش بیان تقریر کرنے میں منفرد شخصیت کے مالک تھے۔ زورِ بیان کا یہ عالم تھا کہ مشکل سے مشکل مسائل ایسے عام فہم دل نواز انداز سے بیان فرماتے کہ آپ کی ہر بات ہر شخص کے دل میں اُتر جاتی۔

سفرِ آخرت

۹ اکتوبر ۱۹۷ء جمعہ کے دن حسب معمول سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ ساتھ وظیفہ بھی پڑھ رہے تھے کہ بلکھو نالہ کے پل پر سڑک کے دوسری طرف جانے والا ٹرک آپ کو اپنی لپیٹ میں لیتا ہوا پل کے جنگلے سے ٹکرا گیا۔ آپ دس پندرہ منٹ تک ٹرک اور جنگلے میں پھنسے رہے حتیٰ کہ پیچھے سے ایک اور ٹرک آیا۔ اس کے ساتھ ظالم ٹرک کو باندھ کر پیچھے ہٹایا گیا۔ ٹکر اس قدر شدید تھی کہ جنگلے کا اچھا خاصا موٹا لوہا اور ٹرک کا اگلا حصہ دوہرا ہوگیا مگر اللہ رے ہمت واستقامت کہ آپ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہے اور قطعاً کوئی واویلا نہیں کیا۔ بعد ازاں احباب سے فرمایا کہ ٹرک والے کو کچھ نہ کہنا وہ میرے لئے

پیام آخرت تھا۔ اس میں اس کا کچھ قصور نہیں۔ آپ کو چارپائی پر لٹا کر ہسپتال پہنچایا گیا اس دوران آپ خود بھی کلمہ شریف پڑھتے رہے اور احباب کو بھی کلمہ شریف پڑھنے کی تلقین کرتے رہے۔ ڈاکٹروں نے انجکشن دئے اور تسلی بھی دی کہ کوئی خطرے کی بات نہیں مگر مگر آپ آدھے گھنٹے کے اندر اندر مالکِ حقیقی سے جا ملے۔

اس ہوش ربا حادثے کی خبر آناً فاناً پورے ملک میں پھیل گئی۔ ہفتے کے دن بے شمار عقیدتمند چشمِ پُرنم سے اپنے محبوب ترین رہنما کا آخری دیدار کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ دو بجے ریلوے گراؤنڈ میں مولانا محب النبی صاحب نے آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ ایک لاکھ سے زائد عقیدتمندوں نے جنازے میں شرکت کی جن میں کم از کم تین ہزار علماء اور جلیل القدر مشائخ تھے۔

آپ کے غم میں پورے شہر میں دو دن کاروبار بند رہا۔ تمام سیاسی جماعتوں نے اپنے پرچم سرنگوں کر دئے۔ کوئی موافق و مخالف ایسا نہ تھا جو آپ کی وفات حسرت آیات پر نوحہ کناں نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی وفات سے دینی، علمی، سیاسی اور عشق و محبت کی مجلسوں میں وہ خلا پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پُر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور صاحبزادہ مولانا مفتی عبدالشکور صاحب کو آپ کا صحیح جانشین بنائے آمین ثم آمین۔

ماہتابِ دین و ملت اٹھ گیا

(از قلم محمد عبدالحکیم شرف قادری بریلوی)

مولوی پیر طریقت محیِ دین — ترجمانِ اہلِ سنت بالیقیں
شیخِ قرآں مولانا عبدالغفور — ہو گئے رخصت الی دار السرور
آفتابِ علم و حکمت اٹھ گیا — ماہتابِ دین و ملت اٹھ گیا
وعظ و تقریر ان کی کوثر سلسبیل — باکمال و بے مثال و بے مثیل
تجھ سا بحرِ علم نکتہ داں کہاں — تجھ سا اب قرآن و سنت داں کہاں

فیضِ شاہِ مہر کا مظہر ہے تو — قسمتِ اُمت کا اک اختر ہے تو
حجۃ الاسلام کا پروردہ تو — علم و فن اور دین میں سرکردہ تو
سورۂ رحمٰن کی تنویر تو — رحمتِ رحمان کی تصویر تو
دشمنانِ دین پر اک وار تو — حضرت فاروقؓ کی تلوار تو
دین و ملت کی تری خدمات کو — علم و عرفاں کی تری برکات کو
اس جہاں میں ہے کوئی جھٹلا سکے — یا ترا ہمسر کوئی دکھلا سکے

تو ہے ناموسِ نبوت کا نقیب
یہ شرف تجھ کو ملا بے شک نصیب

دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

یہ ادارہ ۱۹۰۲ء سے مذہب و ملت کی دینی و دنیاوی خدمات انجام دے رہا ہے جس سے بے شمار طلباء فارغ ہو کر دینی خدمات میں مصروف ہیں۔

یہ ادارہ ولیٔ کامل غوثِ زماں خواجہ محمد عبد الرحمٰن صاحب قادری چھوہروی کے ظاہری باطنی فیض کا سرچشمہ ہے۔ اس ادارہ میں اس وقت عربی اور پرائمری کے سینکڑوں طلباء زیرِ تعلیم ہیں اور جید اساتذہ ان دونوں حصوں میں تعلیم دیتے ہیں۔ اساتذہ کرام حصہ عربی مع عربی طلبہ کے رہائش و خوراک، کتب، پوشاک، علاج معالجہ و دیگر اخراجات کا دار العلوم کفیل ہے۔

جس کے لئے آپ حضرات کی معاونت اور سرپرستی کی ضرورت ہے۔ آپ سے پُر خلوص اپیل کی جاتی ہے کہ آپ اس ادارہ کی زیادہ سے زیادہ امداد فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔ کیونکہ یہ ادارہ آپ کی زکوٰۃ، خیرات، صدقات، عشر و چرمِ قربانی کا بہترین مصرف ہے۔

آپ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے یہاں بھیجیں۔ داخلہ ۱۰ شوال سے آخر شوال تک۔

دعاگو الحاج صاحبزادہ خواجہ محمد محمود الرحمٰن قادری سجادہ نشین دربارِ عالیہ چھوہر شریف و صدر انجمن شوریٰ دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

؎ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ ؎؎ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب قدس سرہٗ